REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۔ وَعَلٰى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

REGD. NO. P/GDP-3.

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۵ — شمارہ ۹

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائبین:- جاوید اقبال اختر ۔ محمد انعام غوری ۔

شرح چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالکِ غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN PIN. 143516.

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۲ر تبلیغ (فروری) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم حافظ بشیر الدین عبید اللہ صاحب مبلغ گیمبیا کے ذریعہ موصولہ مورخہ ۷۶/۲/۱۶ کی اطلاع مظہر ہے کہ ـــ "حضور کی صحت بفضلہٖ تعالیٰ اچھی ہے ۔ الحمدُ للہ "

احبابِ جماعت اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے التزام سے دُعائیں جاری رکھیں ۔

قادیان ۔ ۲۳ر تبلیغ (فروری) حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں ۔ الحمد للہ ۔

قادیان ۲۳ر تبلیغ (فروری) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہ اللہ تعالیٰ مع اہل وعیال بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں ۔ البتہ حضرت بیگم صاحبہ کو ریڑھ کی ہڈی کی تکلیف بدستور چل رہی ہے ۔ احبابِ جماعت صحتِ کاملہ کے لئے دُعا فرمائیں ۔

۲۵ر صفر ۱۳۹۶ ہجری — ۲۶ر تبلیغ ۱۳۵۵ ہش — ۲۶ر فروری ۱۹۷۶ء

قادیان میں جلسۂ یومِ مصلح موعود کی بابرکت تقریب کا انعقاد

علمائے سلسلہ کی پُرمغز اور تربیتی تقاریر

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد سیکرٹری تعلیم لوکل انجمن احمدیہ قادیان

قادیان ۲۲ر تبلیغ (فروری) ۔ آج صبح سوا نو بجے مسجد اقصیٰ میں لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے زیرِ اہتمام حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی و ناظرِ اعلیٰ کی صدارت میں جلسۂ یومِ مصلحِ موعود اپنی سابقہ روایات کے مطابق منعقد ہوا ۔ جس میں علمائے سلسلہ نے پیشگوئی مصلحِ موعود کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے احبابِ جماعت اور نوجوانوں کو مفید نصائح فرمائیں ۔

تقریب کا آغاز مکرم حافظ الٰہ دین صاحب کی تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا ۔ پھر عزیز وحید الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم ؏

بشارت دی کہ اِک بیٹا ہے تیرا

خوش الحانی سے پڑھ کر سُنائی ۔

بعدہٗ مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم نے پیشگوئی مصلح موعود کا متن پڑھ کر سُنایا ۔

اِس جلسہ کی

پہلی تقریر

خاکسار محمد کریم الدین شاہد کی تھی ۔ خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود کا پسِ منظر کتب سابقہ اور احمدیت کے ابتدائی زمانہ سے پیش کرتے ہوئے اس کے قدرت اور رحمت اور قُربت کا نشان ہونے پر روشنی ڈالی ۔ اور قرآنی دلائل اور مخالفین کی آراء سے اس پیشگوئی کی اہمیت بیان کی ۔

دوسری تقریر

مکرم حافظ بشیر الدین عبید اللہ صاحب مبلغ گیمبیا (مغربی افریقہ) نے فرمائی ۔ جس میں آپ نے اِس پیشگوئی کی اہمیت اور معجزانہ رنگ کو بیان کیا ۔ خصوصاً آپ نے مصلح موعودؓ کے ذریعہ تبلیغِ اسلام زمین کے کِناروں تک کے کارنامے کو بیان کیا ۔ اس سلسلہ میں آپ نے ذکر کیا کہ گیمبیا بھی زمین کا ایک کنارا ہے ۔ اور یہ وہی مُلک ہے جس کے گورنر جنرل ایف ۔ ایم سنگھاٹے صاحب نے ظاہری طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑے منگوا کر برکت چاہی ۔ آپ نے گیمبیا کے ملک میں احمدیت کے اثر و نفوذ کو تفصیلاً اور دلچسپ انداز میں بیان فرمایا ۔ اسی طرح جماعتِ احمدیہ کے میڈیکل مشن کی غیر معمولی کامیابی کا ذکر کیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ احمدی ڈاکٹروں کے ذریعہ لوگوں کو معجزانہ شفا دے رہا ہے ۔ آخر میں آپ نے گیمبیا کے احبابِ جماعت کے اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے بتلایا کہ یہ سب کچھ حضرت مصلح موعودؓ کے مسیحی نفس کی برکت ہے ۔

بعدہٗ مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا دُعائیہ منظوم کلام ؏

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے

ترنّم کے ساتھ پڑھ کر سُنایا ۔

جلسہ کی

تیسری تقریر

مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی کی تھی ۔ آپ نے پیشگوئی مصلح موعود کے اس حصّہ پر روشنی ڈالتے ہوئے کہ "رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا" پابندیٔ نماز کی طرف توجّہ دلائی ۔ اس سلسلہ میں آپ نے آیاتِ قرآنیہ سے استدلال کرتے ہوئے تفصیلاً نماز اور ذکرِ الٰہی پر روشنی ڈالی ۔ خصوصاً نوجوانوں کو توجّہ دلائی کہ وہ عادتِ ذکر ڈالیں ۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے فاضل مقرر نے حضرت مصلح موعودؓ کا اپنا نمونہ بیان کیا اور آپؓ کے ارشادات پیش کئے ۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند اقتباسات سُنا کر احبابِ جماعت کو ان کی ذمّہ داریوں کی طرف توجّہ دلائی ۔

چوتھی تقریر

مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری نے فرمائی ۔ آپ نے پیشگوئی کے فقرہ "تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو" پر تفصیلاً روشنی ڈالی ۔ اور حضرت مصلح موعودؓ کے زرّین کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے نئی نسل کو تلقین کی کہ وہ بھی دینِ اسلام کا شرف ظاہر کرنے والے بنیں ۔ تاکہ ہم صحیح رنگ میں اپنے بزرگوں کے وارث بن سکیں ۔ اس تعلق میں آپ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے متعدد ارشادات پیش کئے ۔ اور آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں مفید نصائح کیں ۔ تاکہ احمدیت کی آئندہ نسل اُس رنگ میں رنگین ہوجائے جس رنگ میں حضرت مصلح موعودؓ انہیں رنگنا چاہتے تھے ۔

بعدہٗ مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ سلسلہ احمدیہ نے حضرت مصلح موعودؓ کے زرّین نصائح سے پُر مشہور منظوم کلام ؏

نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے

خوش الحانی سے پڑھ کر سُنایا ۔

اِس اجلاس کے

آخر

میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا ۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اِس تڑپ اور خواہش کا ذِکر فرمایا کہ دینِ اسلام کی اشاعت اور آنحضرت صلعم کی عظمت کے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو ذمہ داری ڈالی ہے وہ جاری رہے ۔ اس کے لئے حضور نے خصوصی دُعائیں کیں ۔ جس کے نتیجہ میں مصلح موعود کی بشارت ملی ۔ اور خدا کے فضل سے اِس بابرکت وجود کے ذریعہ آپؑ کی یہ خواہش پوری ہوئی اور ہو رہی ہے ۔ اس سلسلہ میں آپ نے فرمایا کہ ہر چیز کی خوبی کا اندازہ مقابلہ اور موازنہ سے ہوتا ہے ۔ ہمارے سامنے جو سب سے بہترین نمونہ ہے وہ حضرت محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ۔ دُنیا میں ہر شخص اچھی زندگی گزارنا چاہتا ہے ۔ اس کے لئے قرآن نے یہی راستہ بتلایا ہے کہ و لکم فی رسُول اللّٰہ اُسوۃ حسنۃ کہ اچھی زندگی آنحضرت صلعم کے اُسوۂ حسنہ کو اختیار کرنے سے ملتی ہے ۔ لہٰذا اس بات کو عمر کے ہر حصّہ میں ملحوظ رکھنا چاہیئے خطاب جاری رکھتے ہوئے آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کی بعض صفات خصوصًا اولوالعزمی اور حلم کا ذکر فرمایا ۔ اور نظامِ جماعت کے توسّط سے احبابِ جماعت کو قیمتی نصائح سے نوازا ۔ اِس ضمن میں آپ نے ایمان افروز روایات بیان فرمائیں ۔

★ ـــ محترم صاحبزادہ صاحب کے خطاب کے بعد صدرِ مجلس نے اجتماعی دُعا کرائی اور سوا بارہ بجے اجلاس ختم ہوا ۔

خواتین کا اجلاس مورخہ ۲۱ر فروری کو دوپہر دو بجے لجنہ اماء اللہ کے زیرِ اہتمام نصرت گرلز سکول میں جلسۂ یومِ مصلح موعود کا انعقاد ہوا ۔

ملک صلاح الدین ایم ۔ اے پرنٹر و پبلشر نے جے ہند پرنٹنگ پریس نہرو گارڈن روڈ جالندھر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان (پن ۱۴۳۵۱۶) سے شائع کیا ۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان ۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۶ تبلیغ ۱۳۵۵ ہش

ہر گھر میں ہر روز آدھ گھنٹہ دینی باتیں!

نئی نسلوں کے دلوں میں قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت قائم کرنے کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال جلسہ سالانہ ربوہ کے موقعہ پر احباب جماعت کے سامنے ایک ایسا سہل العمل مگر دُور رس نتائج کا حامل دینی پروگرام رکھا ہے جسے ہر گھر میں جاری کیا جانا چاہیئے۔ جیسا کہ آپ بدر کی گزشتہ سے پیوستہ اشاعت میں پڑھ چکے ہیں حضور نے جلسہ سالانہ کے دُوسرے روز کے خطاب میں فضلِ عُمر درس القرآن کے تذکرہ میں فرمایا:۔

"جہاں تک قرآن مجید سیکھنے اور قرآنی علوم میں دسترس حاصل کرنے کا سوال ہے، یہ سلسلہ تمام سال جاری رہنا چاہیئے۔ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ ہر گھر اس امر کا اہتمام کرے اور یہ عادت ڈالے کہ ہر روز آدھ گھنٹہ دینی باتیں ہوں گی تاکہ قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی عظمت نئی نسلوں کے دلوں میں قائم ہو۔ اور وہ اس حقیقت کو پہچاننے لگیں کہ اتنی عظیم شان ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ اگر تمام دنیوی عظمتوں کا نچوڑ نکالا جائے تو وہ بھی آپ کی عظمت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

حضور نے فرمایا: بڑی عظمت ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اس عظمت میں فرق نہ آنے دینا۔ اگر تم ایسا کرو گے تو نسلاً بعد نسلٍ خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمتیں حاصل کرتے رہو گے۔"

(بدر ۱۲ فروری صفحہ ۵ کالم ۲)

اس لئے ضروری ہے کہ سب جگہوں کے احباب اپنے محبوب امام ہمام کے اس ارشاد کی تعمیل میں اپنی نئی نسلوں کے دلوں میں قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی عظمت قائم کرنے کے لئے اس عملی پروگرام کو اپنے اپنے گھروں میں رواج دیں۔ اپنی سہولت کے مطابق کوئی سا وقت مقرر کر لیں۔ خواہ کھانا کھاتے وقت ہی ہو یا شام کے وقت جب سب افرادِ خانہ خورد و کلاں جمع ہوں اور اُس وقت دینی باتوں کے سُننے سُنانے کا اہتمام ہو۔ اس سے ایک تو سُنانے والے کا اپنا علم پختہ ہوگا۔ دُوسرے سُننے والے تمام لواحقین بھی اسلام کی رُوح پرور اور زندگی بخش باتوں سے بتدریج واقف و آگاہ ہوتے چلے جائیں گے۔ اگر روزانہ پانچ سات دینی باتیں بھی ہر گھر کی اس رُوحانی محفل میں بیان ہونے لگیں تو ایک ہی سال میں ہزار ڈیڑھ ہزار دینی باتیں بڑی آسانی سے سیکھی اور سکھائی جا سکتی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو یہ پروگرام احبابِ جماعت کے سامنے رکھا تو درحقیقت یہ وہی پروگرام ہے جس کا علم حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اُسوۂ حسنہ سے ہوتا ہے۔ خالی وقتوں میں خدا اور اس کے رسولؐ کی باتیں کرنا اُن کا محبوب مشغلہ ہوتا تھا۔ چنانچہ بخاری شریف میں آتا ہے کہ صحابہ کرامؓ جب بھی کوئی فرصت کا موقعہ پاتے اور کسی جگہ پر اکٹھے بیٹھے ہوتے تو ایک دُوسرے سے کہتے:۔

تَعَالَوْا نُؤْمِنْ سَاعَةً

آؤ کچھ دیر ایمان کی باتیں کریں۔ ایمان کو تازہ کرنے والی یہ باتیں کیا ہوتیں، بس یہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فلاں بات میں کیا طریق تھا۔ حضورؐ نے فلاں موقعہ پر کیا فرمایا، فلاں واقعہ حضور پُرنور کے زمانہ میں کس طرح ہوا۔ قرآن کریم کی فلاں بات اس اس طرح ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس طریق پر عمل کرنے سے اُنہیں علم و عرفان میں ترقی کرنے کے مواقع میسر آتے اور دلوں سے ہر قسم کی مَیل دُھل کر محبتِ الٰہی کو جذب کرنے کے لئے پاک صاف ہو جاتے۔ یہی دینی مشغلہ حضرات صحابہ کرامؓ کا اپنے گھروں میں بھی ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ قرآن مجید میں صحابہ کرامؓ کے گھروں میں خدا اور اُس کے رسولؐ کی باتوں کے تذکرہ اور اس پر عمل کے نتائج کا جس رشک انگیز طریق پر ذکر آیا ہے اس سے صحابہ کرامؓ کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ سورتِ نور کے پانچویں رکوع کی ابتدائی چار آیتیں ملاحظہ کریں۔ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کے نور کا مثالی رنگ میں ذکر ہے اور دُوسری آیت میں اس نور سے صحابہ کرام کے گھروں میں اُجالا ہو جانے اور پھر اس کے شاندار نتائج مترتب ہونے کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

ترجمہ ان آیات کا یہ ہے کہ اللہ آسمانوں کا بھی نور ہے اور زمین کا بھی۔ اُس کے نور کی کیفیت یہ ہے جیسے کہ ایک طاق ہو جس میں ایک دیا پڑا ہو۔ اور وہ دیا شیشے کے گلوب کے نیچے ہو اور وہ گلوب ایسا چمکدار ہو کہ گویا وہ ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے اور وہ چراغ ایک ایسے برکت والے درخت زیتون کے تیل سے جلایا جارہا ہو کہ وہ درخت نہ شرقی ہو نہ غربی۔ قریب ہے کہ اس کا تیل خواہ آگ نہ بھی چھوئی ہو بھڑک اُٹھے۔ یہ چراغ بہت سے نوروں کا مجموعہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ اپنے نور کے لئے جن کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور اللہ لوگوں کے لئے تمام ضروری باتیں بیان کرتا ہے۔ اور اللہ ہر ایک چیز کو خوب جانتا ہے۔ انوارِ الٰہیہ کے یہ دیئے ایسے گھروں میں ہیں جن کے اُونچا کئے جانے کا خدا نے حکم دے دیا ہے۔ اُن میں خدا کا نام لیا جاتا ہے اور اُن میں اُس کی تسبیح کی جاتی ہے دن کے وقتوں میں بھی اور شام کے وقتوں میں بھی۔ اس رنگ میں ذکرِ الٰہی کرنے والے یہ لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ کے ذکر سے، اور نماز کے قائم کرنے سے اور زکوٰۃ کے دینے سے نہ تجارت اور نہ سودا بیچنا غافل کرتا ہے۔ وہ اُس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اُلٹ جائیں گے۔ اور آنکھیں پلٹ جائیں گی۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ اُن کو اُن کے اعمال کی بہتر سے بہتر جزا دے گا۔ اور اُن کو اپنے فضل سے مال و اولاد میں بڑھا دے گا۔ اللہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔"

صحابہ کرامؓ کے گھر جن کو خدا کی قدرت نے اس قدر عزت اور عظمت بخشی کہ دُنیا نے اُن کی عظمت کو نہ صرف عقیدت مند دلوں میں دیکھا بلکہ دُنیا کے سردار بن جانے پر ظاہری طور پر بھی صحابہؓ کی بڑائی کا اقرار کرنا پڑا۔ یُوں تو یہ سب گھر اُس وقت کے رواج کے مطابق عام گھروں جیسے ہی تھے اور بہت ممکن ہے صحابہؓ کی ابتدائی غربت اور اقتصادی کمزوری کے سبب کسی طور کی ظاہری شان و شوکت بھی نہ رکھتے ہوں۔ اور اُن مکانوں میں موجودہ زمانہ کی آسائشوں کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن جو عزت و تکریم اور جو قدر و منزلت ان سادہ اور مختصر گھروں کو آج تک حاصل چلی آتی ہے۔ اور تا قیامت چلی جائے گی اُن کا مقابلہ کسی بھی نامور بادشاہ کے عالی شان محلات اور دُنیا کی کوئی بھی بڑی سے بڑی اور پختہ عمارت کیا کر سکتی ہے؟ کسی مکان کی عزت و عظمت مکین کی عزت و عظمت سے وابستہ ہے۔ صحابہ کرامؓ کے گھروں کو جو اس قدر عزت حاصل ہوئی تو اس کی وجہ خود صحابہ کرامؓ کی دینِ اسلام سے دلبستگی اور اس کی خدمت و اشاعت میں غیر معمولی شغف تھا۔ صحابہ کرامؓ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت اور مجلسِ علم و عرفان سے جو کچھ سیکھ کر آتے گھروں میں آکر اپنے اہل و عیال میں بیٹھ کر اس کا تذکرہ کرتے۔ اس طرح نسلاً بعد نسلٍ دین کے ساتھ محبت، پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے محبت اور آپؐ کی باتوں میں دلچسپی پیدا ہوتی چلی گئی۔ حضرت امامِ ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس تازہ ارشاد کی تہ میں بھی یہی رُوح کار فرما ہے کہ احبابِ جماعت بھی حضرات صحابہ کرامؓ کی پاک جماعت کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے انوارِ قرآنی کو نئی نسلوں کے دلوں میں بھر دینے کے لئے اُسی طرح اپنے اپنے گھر میں روزانہ دینی باتیں کریں۔ اور اپنے گھروں کا سارا ماحول اس طرح دینی بنا دیں کہ احمدیت کی نئی نسلیں اسلامی آداب و اخلاق کے سانچے میں خود بخود ڈھلتی چلی جائیں۔ قرآنِ مجید کا پڑھنا پڑھانا۔ اُس کے علوم سے بہرہ ور ہونا سب افرادِ جماعت پر وہ رنگ چڑھا دے گا جو حضرت امامِ ہمام جماعت کے بچے، بُوڑھے، جوان، مرد اور عورت پر چڑھا دینا چاہتے ہیں۔ اور نتیجۃً جو عزت اور جو عظمت حاملینِ قرآن کو ملنے کا وعدہ ہے وہ بھی لازماً حاصل ہوگی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی مشہور کتاب "کشتیٔ نوح" میں احبابِ جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

"اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ اور جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔"

(صفحہ ۲۰)

دُنیا میں کون ہے جو عزت حاصل کرنے کا خواہش مند نہ ہو۔ قرآنی بیان کے مطابق اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی وضاحت کی روشنی میں تمام عزتوں کا خزانہ قرآن مجید ہے۔ اس لئے ہر مخلص احمدی کے لئے لازم ہے کہ قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے کا بالضرور التزام کرے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمیں اسلام و احمدیت کے روشن مستقبل کی جو خوشخبریاں سُنا رہے ہیں اور دُنیا میں اسلام کے جلد جلد پھیل جانے کے آثار بھی ظاہر ہو رہے ہیں تو ہر جگہ کے احمدی احباب کا فرضِ لازم بن جاتا ہے کہ وہ خود بھی اسلامی تعلیمات سے واقف و آگاہ ہوں، قرآنی علوم سے اپنے سینوں کو بھر لیں۔ (آگے دیکھئے صلا پر)

خطبہ جمعہ

مخالفت کے زمانہ میں الٰہی سلسلوں پر دو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اوّل محاسبۂ نفس اور دوسرے دعاؤں میں انہماک

ہمیں چاہیئے کہ ہم اجتماعی اور انفرادی لحاظ سے اپنا محاسبہ کریں اور اپنی کمزوریوں کو سامنے لاکر انہیں دور کرنے کی کوشش کریں

ہم مشاہدہ کی رُو سے اس یقین کامل پر قائم ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے ہمارا ولی ہے اور اسکا سہارا ہمیں حاصل ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۶ر صلح ہش ۱۳۵۵ مطابق ۱۶ر جنوری سنہ ۱۹۷۶ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

تین چار روز سے مجھے پیٹ میں درد اور نفخ اور قبض کی وجہ سے بڑی تکلیف ہے اور ہر وقت بے چینی محسوس کرتا ہوں

دوست دعا کریں

کہ اللہ تعالیٰ صحت دے۔ اس وقت بھی مجھے اس قدر تکلیف تھی کہ اگر میں نے ایک ضروری دعا کے لئے نہ کہنا ہوتا تو شاید میں آج اس وقت جمعہ کے لئے بھی نہ آسکتا۔

لیکن میں جماعت کو اس طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ ان دنوں پھر ہماری مخالفت بڑے زوروں پر ہے اور وہ لوگ جو ہمارے مخالف ہیں وہ حکومتِ وقت کے بھی مخالف ہیں لیکن وہ کہتے حکومتِ وقت کو ہیں کہ وہ ہمارے خلاف کوئی اقدام کرے۔ ہیں اور آپ سب جانتے ہیں کہ ہم کوئی سیاسی جماعت یا ٹولہ نہیں ہیں۔ بلکہ ہمارے ایمان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مہدی علیہ السلام کو بھیجا اور ہمیں یہ توفیق عطا کی کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہدی پر ایمان لائیں۔ سیاست سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں۔ اور کوئی سیاسی مقصد ہمارے پیش نظر نہیں۔

ہم ایک مذہبی جماعت ہیں

اور اس وقت، ہم دنیا کی نگاہ میں حقیر بھی ہیں اور بے بس بھی ہیں، کم مایہ بھی ہیں اور دنیا کی نگاہ میں ہم بے سہارا بھی ہیں لیکن ہم اپنے مشاہدہ کی رُو سے اس یقینِ کامل پر قائم ہیں کہ ہم بے سہارا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا سہارا ہمیں حاصل ہے اللہ ہمارا ولی ہے۔ اللہ ہمارا مہربان ہے اللہ جو تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے وہ ہمیں پیار کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور جس وقت ساری دنیا ہمیں دھتکار کر پرے پھینک دیتی ہے اس وقت ہمارا رب پیار سے ہمیں اُٹھا کر اپنے قرب میں ہمیں جگہ دیتا ہے۔

جس وقت مخالفت زوروں پر ہو اس وقت

دو ذمہ داریاں

خاص طور پر نمایاں ہو کر الٰہی سلسلوں کے سامنے آتی ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعتیں اجتماعی لحاظ سے بھی اور انفرادی لحاظ سے بھی اپنا محاسبہ کریں اور اپنی کمزوریوں کو سامنے لاکر ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے ہوئے استغفار کے ذریعہ اس کی رحمت کو حاصل کرنے کی کوشش کریں بہرحال ایک ذمہ داری یہ ہے کہ اپنی اصلاح کے لئے جس حد تک ممکن ہو کوشش کریں۔ اور دوسرے یہ ذمہ داری ہے کہ دعا کریں اور بے حد دعا کریں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جس غرض کے لئے اس زمانہ میں جماعتِ احمدیہ کو قائم کیا ہے وہ غرض پوری ہو اور وہ یہی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تمام دنیا میں بے حد بلند ہو۔ اور اسلام کا دین تمام ادیانِ باطلہ پر اور تمام ازمز (isms) پر جنہیں ہم ادیان تو نہیں کہتے مگر وہ اس کے مقابلہ پر آجاتے ہیں مثلاً اشتراکیت وغیرہ ان ازمز پر اور ان ادیانِ باطلہ پر غالب ہو۔ اس زمانہ میں ایسا ہونا مقدر ہے۔ ہمیں اس سے زیادہ خوشی اور کوئی نہیں پہنچ سکتی کہ ہم تمام مخالفتوں کے باوجود اپنی نگاہ سیدھی اپنے رب کی طرف رکھیں اور اس کے حضور جھکیں اور اس سے دعائیں کرتے ہوئے اس کی رحمت اور اس کے پیار کو حاصل کریں۔

پس ایک تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اپنے نفسوں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں اور دوسرے

میں یہ کہنا چاہتا ہوں

کہ اپنے نفس کی اصلاح کی طرف متوجہ ہونے والا شخص اگر خدا تعالیٰ کی رحمت کو حاصل نہیں کرتا تو وہ اپنی اس کوشش اور تدبیر میں کامیاب نہیں ہوا کرتا۔ اس لئے جہاں اپنے نفوس کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں وہاں خدا تعالیٰ سے نہایت عاجزانہ دعائیں کرتے ہوئے اس کی [illegible] پیار، اس کے فضل اور اس کی برکات کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

وہ لوگ جن کا حقیقی معنی میں اللہ سہارا ہوتا ہے اور ان کا ولی بن جاتا ہے وہ ابتلاؤں اور دنیا کی جو آگ جلائی جاتی ہے اس کی پرواہ نہیں کیا کرتے اور ہمارا مقصد

ہماری زندگی کا مقصد

پیار کے ساتھ انسان کے دل کو جیتنا ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہمارے مخالف ہیں اور جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی دنیوی تدابیر سے اور ہمیں دُکھ اور تکلیف اور ایذاء پہنچا کر ہمیں اپنی راہ سے ہٹا دیں گے وہ غلطی پر ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہمارے مخالف ہیں اور ہم انہیں یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ہم ان کے دشمن نہیں بلکہ ان کے لئے بھی دعائیں کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے صحیح مقام کو سمجھنے اور اس کی ذمہ داریوں کے نباہنے کی توفیق عطا کرے۔

چودھویں صدی کے اختتام کا پس منظر

(از مکرم سید رشید احمد صاحب سونگھڑی بی۔ اے)

مسیح موعود کا اہم کام کسر صلیب تھا چنانچہ جب مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے تو کسر صلیب کا کام سرانجام دیا اور آپ نے اپنے اساسی کام کی تکمیل کے بعد ایک بنیادی ہتھیار بھی جماعت کے ہاتھ میں دے دیا اور اس سلسلہ میں ایک زبردست پیشگوئی فرما دی۔ کسر صلیب کے لئے یہ ہتھیار دیا کہ ابن صلیب کے مجزہ خداوندی کی وفات ثابت کر دی اس سے نہ صرف اہل صلیب کی شکست ہو جاتی ہے بلکہ ان حلیف نواز مسلمانوں کی بھی تردید ہو جاتی ہے جنہیں مسیح ناصری کو خوامخواہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل زندہ ماننے کا شوق ہے۔ پھر پیشگوئی آپ نے یہ فرمائی کہ کوئی مسیح آسمان سے نازل نہیں ہوگا اور نہ کوئی مہدی ظاہر ہوگا۔ بلکہ مخالف اپنی جھوٹی حسرتوں کے ساتھ مریں گے اور ان کی اولاد بھی اسی طرح ناکام مرے گی۔ اور کبھی کوئی نسل اس جھوٹی مراد کو حاصل نہیں کر سکے گی بلکہ حیات مسیح کے جھوٹے عقیدہ کو ترک کر دیا جائے گا۔ کیونکہ جس مسیح نے آنا تھا وہ آچکا وہ آپ ہی مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ اور جس مہدی نے آنا تھا وہ آپ ہی ہیں لہٰذا وہ دن دور نہیں جب مخالف اپنے جھوٹے عقیدہ کو کراہت کے ساتھ چھوڑ دے گا۔ اور سچے عقیدہ کی طرف رجوع کرے گا۔

(تذکرۃ الشہادتین ص۶۴ و ص۶۵، تبلیغ رسالت جلد دہم ص۸۷ ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص۱۹۶)

جب یہ پیشگوئی شائع ہوئی تھی چودھویں صدی کا ربع حصہ گذر چکا تھا اور اس وقت مسیح موعود کے مخالفین کی بھاری اکثریت اپنے عقیدہ نیز اُمید پر جمی ہوئی تھی اور شاید کسی کے بھی وہم و گمان میں یہ بات نہ تھی کہ ان کے عقیدہ اور اُمید میں مذکورہ پیشگوئی کے مطابق ترمیم ہونے والی ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے چودھویں صدی کے آغاز (۱۳۰۸ھ) میں ہی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ احمدیوں کو آپ کے تمام دعاوی سے کلی اتفاق ہے اور مخالفین کے نزدیک آپ کے تمام دعاوی قابلِ اعتراض ہیں۔ لیکن مدعی مذکور کے دعویٰ سے قبل دونوں فریق (۱) چودھویں صدی کے مجدد (۲) نزولِ مسیح اور (۳) ظہورِ امام مہدی کے شدت سے منتظر تھے چنانچہ جناب نواب صدیق حسن خان صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ :-

ز بر سر مائۃ چہاردہم کہ دہ سال کامل آنرا باقی است اگر ظہور مہدی علیہ السلام و نزول عیسیٰ صورت گرفت پس ایشاں مجدد و مجتہد باشند۔

(حجج الکرامۃ ص۱۳۹)

کہ چودھویں صدی کے سر پر جس کو ابھی پورے دس سال باقی رہتے ہیں اگر مہدی اور مسیح موعود ظاہر ہو گئے تو وہ چودھویں صدی کے مجدد ہوں گے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ چودھویں صدی کی ابتداء گزرتی گئی۔ اور منتظرین کے انتظار کی کیفیت شدید سے شدید تر ہوتی گئی اور شعاعِ اُمید بالکل نظر آتی تھی۔ انتظار کے اوقات دنوں میں گذرنے لگے مہینوں میں گذرنے لگے پھر برسوں میں گذرنے لگے یہاں تک کہ ۱۳۴۵ھ بھی آپہنچا۔ اور انہی ایام کی بات ہے کہ لوگوں میں پھر بھی اُمید کی کرن باقی تھی۔ چنانچہ مولانا محمد عثمان صاحب فارقلیط صاحب سابق ایڈیٹر الجمعیۃ دہلی کی اپنی روایت ہے کہ :-

"راقم الحروف کو یاد ہے کہ ۱۹۲۶ء ۱۳۴۵ھ میں سندھ کی ایک ریاست میں حاضر ہونے کا موقعہ ملا کسی اسلامی کام کے لئے کسی تحریر پر ان کے دستخط لینے تھے شیخ عبدالحمید صاحب سندھی کا ایک خط بھی پیر صاحب کو دیا۔ انہوں نے اپنی پوری جلالی شان سے کہا کہ کچھ نہیں ہوگا خاموش بیٹھو جب امام مہدی تشریف لائیں گے تو سارے کام خود بخود ہو جائیں گے"۔

(بحوالہ صدقِ جدید لکھنؤ ۲ر اپریل ۱۹۷۲ء)

افسوس کہ ان کی اُمیدیں خاک میں مل ہوتی ہیں کوئی ماں کا لال مسیح کو آسمان سے اترتے ہوئے نہ دیکھ سکا۔ اور نہ کوئی مہدی زیرِ زمین سے یا سطحِ زمین سے ظاہر ہوا حتیٰ کہ چودھویں صدی کا مجدد بھی کوئی ظاہر نہ ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"افسوس ان لوگوں کی حالتوں پر۔ ان لوگوں نے خدا اور رسول کے فرمودہ کی کچھ بھی عزت نہ کی اور صدی پر بھی سترہ برس دگراب تو بیچانوے برس گزر گئے۔ ناقل) مگر ان کا مجدد کسی غار میں چھپا بیٹھا ہے"۔

(اربعین ص۱۲ ص۱۳)

نیز فرماتے ہیں :-

"انہوں نے یہ تو نہیں سوچا کہ اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہیں تھا تو کیوں صدی کے عین سر پر اس کی بنیاد ڈالی گئی اور پھر کوئی بتلا نہ سکا کہ تم جھوٹے ہو اور فلاں سچا آدمی ہے"۔

(ضمیمہ اربعین ۳ و ۴ ص۹)

اس چیلنج کا معقول جواب کسی سے نہ دینا تھا نہ دیا (البتہ مدعی سست گواہ چست والی مثال ضرور ملتی ہے)

الغرض چودھویں صدی کا نصف اول گذر گیا۔ اور صورت حال یہ پیدا ہو گئی کہ مسیح و مہدی کے متعلق ایک طرف یاس کی گھٹا تاریک سے تاریک تر ہوتی چلی گئی۔ اور دوسری طرف حسرت بھری نگاہیں احمدیت کی ترقی و وسعت کو دیکھ کر جل بھن گئیں۔ اور تیسری طرف عوام کی سوالیہ نگاہیں "علماءھم" کی طرف تیر کی طرح ضرب کر رہی تھیں اور یوں چودھویں صدی ایک بڑا قابلِ حل معمہ بنی ہوئی تھی اس معمہ کو حل کرنے کی کئی طرح کوششیں ہونے لگیں اس کی بعض مثالیں درج ذیل ہیں۔

اوّل یہ حل بتایا گیا ہے کہ اب چودھویں صدی کی مثال خرابی تنبیہ نساء کے ذہن کے ہے۔ "علماء ہم" ہی کافی ہیں کسی خدائی فرستادہ کی ضرورت نہیں البتہ شیطانی فرستادے دجال کی صورت میں برابر آتے رہیں گے گویا :-

نبی بند دجال آتے رہیں گے۔
سبق قیمتی یہ جہاں کو پڑھا دو۔
ہر دنیا میں شیطان کا بول بالا
نبوت کی کھڑکی پہ تالے لگا دو!

الغرض بلا واسطہ طور پر واضح الفاظ میں مسیح و مہدی کی آمد کے انکار کی جرأت نہیں کی گئی لیکن بالواسطہ طور پر مبہم الفاظ میں انکار کر دیا۔

دوسرا یہ حل پیش کیا گیا کہ مسیح و مہدی کی آمد کے متعلق احادیث کے مطابق جو عوام کا تصور ہے وہ غلط ہے اور اس کی تاویل دوسری طرح کی گئی ہے۔ چنانچہ مولانا مودودی صاحب عوام کا تصور پیش کر کے اس پر تنقید کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ :-

(۱) "میں جو کچھ سمجھا ہوں اس سے مجھ کو معاملہ بالکل برعکس نظر آتا ہے میرا اندازہ یہ ہے کہ آنیوالا اپنے زمانہ میں بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا۔ وقت کے تمام علوم جدیدہ پر اس کو مجتہدانہ بصیرت حاصل ہوگی زندگی کے سارے مسائل مہمہ کو وہ خوب سمجھتا ہوگا۔ عقلی و ذہنی ریاست سیاسی تدبر اور جنگی مہارت کے اعتبار سے وہ تمام دنیا پر اپنا سکہ جما دیگا اور اپنے عہد کے تمام جدیدوں سے بڑھ کر جدید ہوگا۔

مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی بانیوں کے خلاف سب سے پہلے مولوی اور صوفی صاحبان ہی شورش برپا کریں گے۔ پھر مجھے یہ بھی اُمید نہیں کہ اپنی جسمانی ساخت میں وہ عام انسانوں سے کچھ بہت مختلف ہوگا کہ اس کی علامتوں سے اس کو تاڑ لیا جائے نہ میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ اپنے مہدی ہونے کا اعلان کرے گا بلکہ شاید اسے خود بھی اپنے مہدی موعود ہونے کی خبر نہ ہوگی اور اس کی موت کے بعد اس کے کارناموں سے دنیا کو معلوم ہوگا کہ یہی تھا۔ وہ خلافت کو منہاج نبوۃ پر قائم کرنے والا جسکی آمد کا مژدہ سنایا گیا تھا ... مہدیت دعویٰ کرنے کی چیز نہیں کر کے دکھلانے کی چیز ہے ... مجھے اس کے کام میں کرامات و خوارق کشوف والہامات، اور چلوں اور مجاہدوں کی کوئی جگہ نظر نہیں آتی"۔

(تجدید و احیائے دین ص۳۱ و ص۳۲)

(۲) امام مہدی کے متعلق "میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ نفس ظہور مہدی کی خبر کی حد تک تو روایات صحیح ہیں۔ لیکن تفصیلی علامات کا بیشتر بیان غالباً وضعی ہے"۔

(رسائل و مسائل ص۴۴)

سوم : یہ حل پیش کیا گیا جو مندرجہ ذیل حوالوں سے مستنبط ہے اخبار آزاد نوجوان مدراس کے سوالات حضرت مسیح ناصری علیہ السلام ہیں یا وفات پا چکے ہیں (۲) آنے والا مسیح موعود کیا نبی بھی ہوگا یا نہیں ؟ (۳) کیا مسیح موعود پر ایمان لانا ضروری ہے یا نہیں ؟ (۴) اس صدی کا مجدد کون ہے ؟ کے جواب میں مولانا ابو الجلال ندوی صاحب اخبار "جدید و لچسپ" مدراس ۲۹ اکتوبر ۱۹۵۵ء کے ذریعہ تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"عیسیٰ وفات پا گئے۔ کوئی مسیح موعود نہیں آئے گا۔ ہر مسلمان موعود ہے"

بحوالہ "آزاد نوجوان" مدراس۔ ۳؍ دسمبر ۱۹۵۵ء
گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی کہ جب "مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے" پوری ہو گئی۔ اور اس کی تصدیق بھی ہو گئی۔

چہارم یہ حل پیش کیا گیا جو ۱۹۷۰ء کے واقعہ سے ظاہر ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مسلمانوں کی فطرتِ صحیحہ امام مہدی کا مطالبہ کر رہی تھی گو چودھویں صدی پر نوے سال گزر چکے تھے اور صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ اور امام مہدی کے ظہور کی اُمید بالکل خستہ حالت میں تھی اور اس چنگاری کو ذرا سی ہَوا لگنے پر بھڑک اُٹھنے والی تھی۔ چنانچہ انڈونیشیا کی ایک شعبدہ باز عورت زہرہ فونڈ نکلی۔ جس نے دعویٰ کیا کہ اُس کے حمل میں جو بچہ ہے وہ امام مہدی ہونے والا ہے۔ بس اس دعویٰ کا سننا تھا کہ عالمِ اسلام میں خوشیوں کی ایک تیز لہر دوڑ گئی۔ خصوصاً احمدیوں اور سچے مسیح موعود علیہ السلام۔ کے مقابلہ کے لئے اُن کے ہاتھ میں ایک نہایت کارگر ہتھیار آنے والا تھا۔ چنانچہ معمہ حل ہو چکا اور لاکھوں کے نذرانے عقیدتمندی کے طور پر مجوزہ امام مہدی کی والدہ کو پیش کئے جانے لگے۔ اور عوام کو بھرپور تسلی دی گئی کہ امام مہدی اور اُن کی والدہ دونوں اکٹھے پاکستان تشریف لے آئے ہیں۔ اب انتظار کی گھڑی لمبی نہیں ہوگی بلکہ امام مہدی صاحب قانونِ قدرت کے خلاف تقریباً دو سال کا عرصہ شکمِ مادر میں تقاریر و اذان وغیرہ میں گزارنے کے بعد تولد فرمائیں گے۔ لیکن نتیجہ کیا ہوا؟ صرف خفّیٔ حنین ہاتھ میں آئے!

پنجم یہ حل پیش کیا گیا کہ سرے سے امام مہدی کی آمد کا انکار ہی کر دیا جائے اور انگور کو کھٹا ثابت کر دیا جائے۔ کیونکہ چودھویں صدی کے سر کی آخری حد بھی تو کوئی ہونی چاہئے۔ چنانچہ جب امید کا دامن ۱۳۹۲ ہجری تک طول پکڑ گیا۔ تو حکمِ الٰہی لَا تَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ (یوسف ع) کو پس پشت ڈال کر امام مہدی کے متعلق مستقل طور پر نا اُمید ہو گئے چنانچہ مولانا فارقلیط صاحب کا دورہ ۱۹۲۶ء اور ان کی رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا عبدالماجد دریابادی فرماتے ہیں

"۱۹۲۶ء (۱۳۴۵ھ) سے انتظار کرتے کرتے ۱۹۷۲ء (۱۳۹۲ھ) بھی آ گیا مولانا فارقلیط بھی جوان سے بوڑھے ہو گئے اور وہ پیر صاحب بھی عجب نہیں کہ دُنیا سے رخصت ہو گئے ہوں۔ لیکن امام مہدی آج تک نہ آنا تھے نہ آئے۔ بڑا انتظار کرایا۔ یہودی حقیر ترین مغضوب قوم بڑھتے بڑھتے ایک سلطنت کی مالک ہو گئی .... مسلمان غریب آخر کب تک شاہ نعمت اللہ ولی کے قصیدوں کا ورد کرتے رہیں اور کب تک امام مہدی کے ظہور کی صبح تک جیا کریں! بے عملی اور خوش اعتقادی کی آخر کوئی حد بھی ہے"

(صدقِ جدید لکھنؤ ۷؍ اپریل ۱۹۷۲ء)

معلوم ہوتا ہے کہ مولانا فارقلیط صاحب کو مولانا عبدالماجد دریابادی کے ساتھ مذکورہ امر کے متعلق کلی اتفاق ہے۔ کیونکہ وہ اُن مسلمانوں کو بھی (جن میں ۱۹۲۶ء کے سندھی پیر صاحب بھی شامل ہیں) جو موعود مصلح کے منتظر ہیں کافر سمجھتے ہیں۔ وجہ یہ بتاتے ہوئے کہ اس سے ختمِ نبوت پر ضرب پڑتی ہے۔ مزید برآں مولانا فارقلیط پیش آمدہ نئے مسئلہ کا حل بھی یوں پیش کرتے ہیں کہ:۔

"کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ کی دوبارہ آمد کے بارہ میں بخاری اور مسلم میں بہت سی احادیث آئی ہیں ان کا کیا کیا جائیگا جواب صاف ہے جو حدیث بھی قرآن کے خلاف ہوگی اسے راویوں کا جھوٹ سمجھا جائے گا۔ اور ایسی حدیثوں کو رد کر دینا قرآن کی عظمت کے لئے ضروری ہوگا .... جب قرآن کا فیصلہ یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی تو اس کے خلاف بخاری اور مسلم کی حدیثوں کو رد کر دینا ہی قرآن کی خاطر ضروری ٹھہرے گا۔"

(شبستان اردو ڈائجسٹ نومبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۱۷)

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ

"عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

سو الحمد للہ کہ چودھویں صدی کے اختتام سے قبل ہی یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ لیکن افسوس ہے کہ اس جھوٹے عقیدہ سے نومید ہو کر بعض نے مسیح موعود کی بعثت سے متعلق مخبرِ صادق سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی بشارت کا سرے سے انکار ہی کرنا شروع کر دیا۔ العبرۃ!!

یہ تو صرف چودھویں صدی کی حالت ہے۔ اب اگلی صدی کا کیا حال ہوگا یہ تو وقت ہی بتائے گا۔ خیر مقدّر یہی ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے بعد

"قیامت تک کوئی ایسا مہدی نہیں آئے گا ...... اور نہ کوئی ایسا مسیح آئے گا جو کسی وقت آسمان سے اترے گا۔ ان دونوں سے ہاتھ دھو لو۔ یہ سب حسرتیں ہیں جو اس زمانے کے تمام لوگ قبر میں لے جائیں گے نہ کوئی مسیح [2]

[2] اترے گا۔ اور نہ کوئی خونی مہدی ظاہر ہوگا۔ جو شخص آنا تھا وہ آچکا۔" (تبلیغِ رسالت جلد دوم صفحہ ۸۵)

ایک ضروری سفر اور دُعا کی تحریک

(از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ)

جیسا کہ احبابِ جماعت کو اس امر کا علم ہے کہ خاکسار نے اپنی بڑی بیٹی عزیزہ امۃ العلیم عصمت سلمہا کی شادی کے سلسلہ میں انٹرنیشنل پاسپورٹ پر پاکستان جانے کے لئے ماہِ نومبر ۱۹۷۵ء سے سوئس ایمبیسی کے توسط سے ویزا دینے کی درخواست دی ہوئی تھی۔ اس بارہ میں شدت سے انتظار تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ دہلی سے ویزے بن کر آ گئے ہیں۔

اس طرح خدا نے چاہا تو یکم امان مطابق یکم مارچ کو قادیان سے روانگی ہوگی۔ اور ماہِ مارچ کے وسط میں عزیزہ کا رخصتانہ کرنے کا پروگرام ہے۔ گو رخصتانہ کی معین تاریخ سے بارہ میں تو ربوہ پہنچ کر ہی احبابِ کرام کو اطلاع کر سکتا ہوں۔

اُدھر جیسا کہ احبابِ جماعت اخبار بدر میں پڑھتے آ رہے ہیں کہ میرے گھر والوں (والدہ کلیم احمد) کو کئی ماہ سے ریڑھ کی ہڈی میں فریکچر کے سبب شدید درد کی تکلیف چلی آ رہی ہے۔ ماہر ڈاکٹروں نے آپریشن کا مشورہ دے رکھا ہے۔ اس بارہ میں ربوہ کے سفر کے بعد ہی کوئی دوسرا قدم اٹھایا جانا ہے۔ اس کے لئے دل میں فکر ہے۔ اس لئے احبابِ کرام سے ہر دو امور کے لئے خصوصیت سے دُعا کی درخواست کرتا ہوں:۔

ایک تو یہ کہ عزیزہ امۃ العلیم کی رخصتی کے تمام مراحل اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم کے ساتھ بخیر و خوبی انجام پا جائیں۔ یہ رشتہ ہر جہت سے بابرکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ ہو۔ بیٹی کی آئندہ زندگی ہر طرح سے سُکھ چین میں گزرے۔ اور ہمارے لئے بھی راحتِ رُوح اور قرۃ العین بنی رہے۔

دوسرے یہ کہ والدہ کلیم احمد کی تکلیف کے رفع ہونے کے سامان بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے فرما دے اور اگر آپریشن ہی کرایا جانا ہے تو اللہ تعالیٰ آپریشن کو کامیاب فرمائے اور اس سلسلہ میں ہر قسم کی پیچیدگیوں اور پریشانیوں سے محض اپنے فضل سے محفوظ و مصئون رکھتے ہوئے صحتِ کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ اور اس طرح ہو کہ جب ہم اس سفر سے لوٹیں تو تمام ایسے فکروں سے فارغ البال ہو کر زیادہ مستعدی کے ساتھ خدماتِ دینیہ بجا لانے کے قابل ہو سکیں۔ وما ذٰلک علی اللّٰہ بعزیز۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

خاکسار
طالبِ دُعا: مرزا وسیم احمد۔ از قادیان

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ایک

شادی کی ایک مبارک تقریب

ربوہ سے آمدہ اطلاعات کے مطابق مورخہ ۱۴؍ تبلیغ (فروری) کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے منجھلے فرزند صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی شادی خانہ آبادی کی تقریب حضرت مرزا عزیز احمد صاحب ؓ کی صاحبزادی محترمہ نزہت بیگم صاحبہ (حضرت میر محمد اسحٰق صاحب ؓ کی نواسی اور محترم مرزا خورشید احمد صاحب ناظر خدمتِ درویشان ربوہ کی ہمشیرہ) کے ہمراہ عمل میں آئی۔ اور مورخہ ۱۵؍ کو دعوتِ ولیمہ ہوئی۔ محترم حافظ بشیر الدین عبید اللہ صاحب مبلغ کیمبیا کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شادی کے روز اور دعوتِ ولیمہ میں بھی بنفسِ نفیس شرکت فرمائی۔

احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر جہت سے باعثِ برکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے۔ اور ہر دو خاندانوں اور جماعت کے لئے بابرکت ہو۔ آمین۔

ادارہ بدر اس پُرمسرت تقریب کے موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے اور محترم مرزا خورشید احمد صاحب اور دیگر اقرباء کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں دُعا گو ہے کہ ؎

اہلِ وقار ہوویں فخرِ دیار ہوویں | حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں | یہ روز کر مبارک سُبحان من یرانی

(ایڈیٹر بدر)

اذکروا موتاکم بالخیر

والد صاحب مرحوم کی یاد میں

محترم میاں محمد صدیق صاحب بانی کا ذکرِ خیر

از مکرم منیر احمد صاحب بانی خلف الرشید محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی مرحوم آف کلکتہ

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ ہر باپ اپنی اولاد کے لئے قابلِ احترام ہوتا ہے۔ شرعاً بھی اور اخلاقاً بھی۔ ہر مذہب نے والدین کے اکرام کو قائم لیا ہے۔ اور ہر سوسائٹی نے اس کی تلقین کی ہے۔ اسی مسلّمہ کی رُو سے میرے والدِ محترم بھی بہت زیادہ تعظیم اور اکرام کے قابل تھے۔ میرے لئے بھی اور میرے بہن بھائیوں کے لئے بھی ــــ اس کے ساتھ ہی مرحوم کی ساری اولاد کو آپ کی ذات پر فخر بھی ہے۔ کیونکہ انہوں نے نہ صرف دنیوی امور میں ہماری بہترین راہنمائی فرمائی۔ اور ہمیں اپنے مستقبل کو سنوارنے کے قابل بنایا۔ بلکہ اپنے نیک نمونہ اور نیکی کی مسلسل تلقین و تاکید سے ہمیں ہمیشہ صراطِ مستقیم پر چلنے کی ہدایت کی۔ اور ہم سب بہن بھائی اس امر کے گواہ ہیں۔ کہ انہوں نے تربیتِ اولاد کے بارہ میں اپنا فرض کما حقہٗ ادا کیا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے گہری وابستگی۔ نظامِ خلافت سے انتہائی عقیدت۔ مالی قربانیوں کے میدان میں گوئے سبقت لے جانے کی کوشش مرحوم کے خاص عنوانات ہوتے تھے۔ جب وہ گھریلو مجلس میں ہم سب کے درمیان بیٹھے ہوئے ہوتے تھے۔ الحمد للہ کہ ہم نے اپنے اپنے ظرف کے مطابق ان قیمتی نصائح کے اسباق یاد کئے۔ اور ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہمارے والد صاحب مرحوم کو اپنے قرب کا مقام بخشے۔ اور ہمیں بھی ہمیشہ اعلیٰ اخلاق اور قربانیوں کی توفیق بخشتا رہے۔ آمین۔

ان کی زندگی کے بعض واقعات بغرضِ حصولِ ثواب و تحریکِ دعا پیش کر رہا ہوں:-

(۱) والد صاحب مرحوم کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے بے انتہا محبت تھی۔ اتنی کہ ہم علیٰ وجہ البصیرت یہ شہادت دے سکتے ہیں۔ کہ ان کی زندگی کے اکثر لمحے اس سوچ میں گزرے کہ وہ اپنے وسائل کی حد تک جماعت کی کیا خدمت بجا لا سکتے ہیں۔ اور پھر عملاً اپنی ان سوچوں پر خود عمل کیا اور اپنے اہلِ خانہ سے مشورے بھی کئے۔ ان مشوروں کی حکمت یہ تھی کہ ہمیں بھی ان امور کا علم ہوتا رہے۔ اور سلسلہ عالیہ کی خدمت کا جذبہ ہمارے اندر بھی راسخ ہوتا چلا جائے۔ الحمد للہ کہ ان کے اس پُرحکمت طریقِ کار سے ہم سب کو بہت فائدہ پہنچا۔ آپ کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ والہانہ محبت تھی۔ جو کہ فدائیت کا رنگ رکھتی تھی۔ یہ جذبہ عقیدت کی حد تک محدود نہ تھا۔ بلکہ آپ اسے ایمانِ کامل کے لوازمات میں سے ایک اہم لازمہ سمجھتے تھے۔ اس حقیقت سے کون مخلص احمدی انکار کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اسلام کی خدمت اور اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے لئے جس خاندان کو چُنا ہے اس کیساتھ محبت اور عقیدت کا یہی رنگ ہونا چاہیئے۔

اور یہ اسی فدائیت کا مظاہرہ تھا۔ کہ جماعت کے ایک بہت ہی مخلص اور مخیّر دوست جن کے خاندان نے اپنے زمانہ عروج و استطاعت میں ایک طویل عرصہ تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بے لوث خدمت کی تھی۔ جب انقلاباتِ زمانہ کی زد میں آ کر شدید مصائب میں مبتلا ہو گئے۔ تو والد صاحب مرحوم کے نام خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک محترم فرد کا پیغام پہنچا۔ کہ آپ کو اس دوست کی مدد کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ایک لمحہ کی تاخیر کے بغیر آپ نے اس دوست کو خط لکھ کر دریافت کیا۔ کہ آپ کو اپنی موجودہ مشکلات کے ازالہ کے لئے کتنی مالی اعانت درکار ہے۔ ان کا جواب آیا ...... ہزار روپے کی ضرورت ہے لیکن قرضہ حسنہ کی صورت میں۔ آپ نے فی الفور یہ رقم ان کی طرف بھجوا دی اور اسلامی حکم کے مطابق ان سے تحریر لے لی۔ اس واقعہ کے کافی عرصہ بعد "الفضل" میں محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل کا ایک مضمون شائع ہوا۔ کہ بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ انسان کے تمام گناہ اگر چاہے گا تو معاف کر دے گا۔ سوائے قرض کے۔ اس مضمون سے متاثر ہو کر اس دوست نے والد صاحب کو ایک خط تحریر کیا۔ کہ میں اپنی عمر کے آخری دَور میں گزر رہا ہوں۔ اور آپ کے قرضِ حسنہ کی ادائیگی کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی ہے۔ اس لئے وہ قرض آپ معاف کر دیں۔ یہ خط پڑھ کر والد صاحب مرحوم پر سخت رقّت طاری ہو گئی۔ اور اس مخلص دوست کی زمانہ عروج کی قربانیاں یاد کر کے آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ اور جس طرح فراخدلی کے ساتھ آپ نے قرضِ حسنہ کی رقم دی تھی۔ اسی وسعتِ قلبی کے ساتھ معاہدۂ قرض کا سٹامپ نکال کر اس دوست کو بھجوا دیا۔

(۲) تقسیمِ ملک کے بعد قادیان کے موجودہ محلہ احمدیہ کے تمام مکانات کو حکومت نے متروکہ جائیداد قرار دے دیا تھا۔ اور اس کے بدلے میں صدر انجمن احمدیہ قادیان سے ایک خطیر رقم کا مطالبہ کیا۔ جو سات آٹھ لاکھ کے قریب تھی۔ اس زمانہ میں حالات ایسے تھے کہ اس قدر رقم کی ادائیگی انجمن کے بس کی بات نہ تھی۔ یہ تمام مکانات مقاماتِ مقدسہ کے ماحول میں تھے۔ اور ان کا جماعت کے پاس رہنا ضروری تھا۔ حکومت کی مطلوبہ رقم کی عدم ادائیگی کی صورت میں خطرہ تھا کہ حکومت ان کو نیلام کر دے گی۔ اور انجمن کے لئے شدید ترین مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ والد صاحب کو جب یہ اطلاع پہنچی تو آپ بہت مغموم ہوئے۔ لیکن یہ مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ جماعت پر ناقابلِ برداشت پریشانیوں کا وقت نہیں آنے دیں گے۔ اور اپنی ساری جائیداد و املاک فروخت کر کے بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نیتوں کا جاننے والا ہے۔ ایک طرف صدر انجمن احمدیہ پیش آمدہ حالات سے شدید پریشانی کے ساتھ نپٹ رہی تھی دوسری طرف والد صاحب مرحوم وہ عہد کر رہے تھے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن آسمان پر اللہ تعالیٰ کی ایک تقدیر بھی کارفرما تھی۔ چنانچہ چندہی روز بعد حکومت نے سابقہ مطالبہ کو کم کر کے قریباً ۲½ لاکھ لے لینے پر رضامند ہو گئی۔ اور وہ بھی تین اقساط میں۔ اس فیصلہ میں آنجہانی پنڈت نہرو کی فراخدلی کا بہت زیادہ دخل تھا۔ اس فیصلہ کی اطلاع پا کر والد صاحب کو بے اندازہ مسرّت ہوئی۔ اور حصولِ ثواب کی خاطر آپ نے نظارت بیت المال کو خط لکھ کر اس جائیداد کی قیمتوں کی فہرست منگوائی اور بہشتی مقبرہ اور اس سے ملحقہ جائیداد کی کل قیمت آپ نے ادا کر دی۔

(۳) ۱۹۶۳ء میں کلکتہ کے سولہ احمدی احباب حج بیت اللہ شریف کی نیت سے بمبئی پہنچے۔ اور اپنے پاسپورٹ اور دیگر کاغذات مکمل کروائے۔ اور زرِ مبادلہ بھی حاصل کر لیا۔ لیکن روانگی سے صرف ایک دن قبل معلوم ہوا کہ بعض "علماء" کی انگیخت سے متاثر ہو کر سعودی حکومت نے ان سولہ احمدیوں کو ویزا دینے سے انکار کر دیا ہے اس اطلاع سے قدرتی طور پر ان سولہ عازمینِ حج کو سخت دُکھ پہنچا۔ لیکن اس بات سے خوشی بھی ہوئی کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی پوری ہوئی۔ جس میں حضورؐ نے فرمایا تھا۔ کہ آخری زمانہ میں بعض عازمینِ حج کو حج کرنے سے روکا جائے گا۔ ان سولہ احمدی افراد میں خاکسار منیر احمد بانی، اور والدہ محترمہ بھی تھیں والد صاحب مرحوم نے ویزا سے انکار ہونے کے بعد فرمایا۔ کہ جب قریشِ مکہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حج کرنے سے روکا تھا تو آپؐ نے اور صحابہ کرامؓ نے اسی جگہ اپنی قربانیاں کر دی تھیں چنانچہ حکومت کی طرف سے جو زرِ مبادلہ دیا گیا تھا وہ ساری رقم فی سبیل اللہ خرچ کر دی گئی۔

(آپ کی یہ قربانی اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول ہوئی اور آٹھ سال بعد آپ کو حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل ہو گئی۔ الحمد للہ)

(۴) جب آپ کی پہلی پوتی تولد ہوئی۔ تو ایک دن برسبیل تذکرہ آپ نے گھر میں فرمایا کہ میری تین خواہشات ہیں۔ اور میں بڑے التزام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور ان کے پورا ہونے کے لئے دعا کرتا ہوں:-

i۔ اللہ تعالیٰ مجھے حج بیت اللہ شریف کی سعادت عظمیٰ سے نوازے۔

ii۔ سلسلہ کی کسی نئی مسجد کے جملہ اخراجات برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

iii۔ اور اس نوزائیدہ بچی کا رشتہ میری زندگی میں ہی طے ہو جائے۔

الحمد للہ کہ ناسازگار حالات کے باوجود اللہ تعالیٰ نے والد صاحب مرحوم کی یہ تینوں خواہشات پوری فرما دیں۔ ۱۹۶۳ء میں تو پاسپورٹ اور متعدد کاغذات کی تکمیل کے بعد خدائی تقدیر کے ماتحت حج بیت اللہ شریف اور حرمین شریف کی زیارت نہ کر سکنے کا غم لے کر آپ کو بمبئی سے واپس آنا پڑا تھا۔ لیکن ۱۹۷۲ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو یہ سعادت نصیب ہو گئی۔ کئی مساجد کی تعمیر کے اخراجات بھی آپ نے برداشت کئے اور اپنی پہلی پوتی کے رشتہ کا معاملہ یوں طے ہوا۔ کہ ۱۹۷۵ء کے آخر میں آپ شدید بیمار ہو گئے اور مرض الموت کے بالکل آخری ایام میں جبکہ آپ بات چیت بھی نہ کر سکتے تھے۔ آخری بلاوا آنے سے صرف ایک روز قبل آپ کی طبیعت ذرا سنبھل گئی۔ اور اس بچی کے رشتہ کے بارہ میں خود خط لکھوایا۔ اور آپ ہی کے تجویز کردہ رشتہ کے مطابق اس بچی عزیزہ نصرت جہاں منیر کی شادی ۹ نومبر ۱۹۷۵ء کو بخیر و خوبی انجام پا گئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

(۵) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے

ینصرک رجالٌ نوحی الیھم من السّماء۔

احمدیت کی گزشتہ ۸۶ سالہ تاریخ میں یہ الہام بڑی ہی شان اور آب و تاب کے ساتھ پورا ہوتا رہا۔ اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ الٰہی جماعتوں کی تائید و نصرت ہمیشہ آسمان سے ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی وحی خفی کے ذریعہ سعید روحوں کو تحریک ہوتی رہتی ہے۔ اور ایسے لوگ دین کی تائید و اشاعت میں اپنے ذرائع کو کام میں لاتے ہیں۔ اور غیبی اشارات پر عمل کرتے ہوئے ہر قسم کی قربانیاں کرتے ہیں۔

والد صاحب مرحوم اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی بہت ہی روشن مثال تھے۔ آپ کے شب و روز یہی سوچتے بسر ہوتے تھے کہ کس طرح

اسلام و احمدیت کی خدمت کی جاسکتی ہے۔ اور بغیر کسی خارجی تحریک کے اپنے دل کی آواز پر عمل کرکے نئی نئی سکیمیں بناکر مرکز بھجواتے۔ اور بے دریغ اپنے اموال خرچ کرتے۔ اُن خدمات کی تفصیل اس مختصر مضمون میں نہیں دی جاسکتی۔ البتہ دُعا کی غرض سے رسالہ الفرقان (درویشانِ قادیان نمبر) سے ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے۔

" خداتعالیٰ کے فضل سے درویشوں کی ضروریات کا خیال رکھنے کا جذبہ بہت سے مخلصین جماعت میں ہے۔ لیکن مواخات کا حق ادا کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی۔ کلکتہ اور ان کی اہلیہ محترمہ زبیدہ خاتون صاحبہ کو عطا فرمائی ہے۔ جو درویشوں کی جملہ ضروریات کا خیال رکھتے ہیں۔ اور درویشوں کے سکون و اطمینان کے لئے نت نئے رنگ میں اپنے اموال درویشوں پر بے دریغ خرچ فرماتے رہتے ہیں۔ جن کی تفصیلات تاریخ زمانہ درویشی میں سنہری الفاظ میں لکھی جائیں گی۔ اور آئندہ آنے والی نسلیں بھی اُن کی خدمات کو عزت سے یاد کریں گی۔

فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ "

(۶) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحریک جدید اور وقف جدید کے نئے سال کے اعلان کے منتظر رہتے تھے۔ اور اطلاع ملتے ہی بذریعہ تار اپنا وعدہ بھجواتے اور جلد بعد ادائیگی بھی کردیتے۔ یہ اطلاع انہیں اخبار الفضل کے ذریعہ سے ملتی تھی۔ لیکن جب الفضل یہاں آنا بند ہوگیا۔ تو نئے سال کا اعلان ہونے سے قبل ہی تحریک جدید اور وقف جدید کا چندہ مرکز میں بھجوادیتے اور اپنی وفات تک اسی طریق پر کاربند رہے۔ اپنا اور اپنے خاندان کا سارا چندہ اس طرح مرکز میں بھجوا کر اس امر سے بہت ہی فرحت محسوس کرتے تھے۔ کہ سب سے پہلے ہمارا ہی چندہ مرکز میں پہنچا ہوگا۔

(۷) قرآن مجید کی وسیع پیمانہ پر ساری دُنیا کی زبانوں میں اشاعت ہماری جماعت کا روزِ اوّل سے بنیادی مقصد رہا ہے۔ اور خوش قسمت ہے ہر وہ احمدی جو اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اپنی ضروریات کو مؤخر کرکے مال خرچ کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو اس مقصد کیلئے پوری طرح تیار فرمایا۔ اور پھر خلفائے کرام نے اس مقصد کو پورا کرنے کیلئے اپنے اپنے وقت میں قربانیوں کا مطالبہ فرمایا۔ چنانچہ تقسیم ملک سے قبل جب سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے دُنیا کی سات بڑی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کرنے کی تحریک فرمائی۔ تو ان میں سے ایک زبان میں ترجمہ کا خرچ والد صاحب مرحوم نے اپنے ذمہ لے لیا۔ اس کے بعد Danish زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کے تمام اخراجات بھی آپ نے ادا کئے۔

ہندی اور گورمکھی زبانوں میں تراجم کے لئے رقوم بھی قادیان بھجوادی تھیں۔ گو ان دونوں زبانوں میں ترجمہ کا کام ہنوز زیر تکمیل ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مرحوم کی ان قربانیوں کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے۔ اور آپ کی ساری اولاد کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ہمیشہ دیتا چلا جائے۔

(۸) یوں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مرحوم کو ہمیشہ نیکیوں میں سبقت لے جانے کے لئے کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ لیکن آپ کی زندگی کا ایک بہت ہی نمایاں پہلو یہ تھا۔ کہ آپ درویشان قادیان سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتے تھے۔

ولکلٍّ وجھۃٌ ھو مولّیھا

کے مطابق ہر مومن اپنی زندگی کے لئے کوئی مطمح نظر متعین کرلیتا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میری زندگی کا مطمح نظر دوسری خدمات سلسلہ کے علاوہ یہ ہے کہ مَیں تادم آخر درویشوں کی ہر ممکن خدمت کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کوشاں رہوں۔ آپ جب بھی درویشوں کی کوئی خدمت بجالاتے۔ تو ایک روحانی انبساط محسوس کرتے۔

عام طور پر باہر سے جو احباب قادیان جاتے ہیں۔ وہ یہی تاثر لے کر واپس آتے ہیں۔ کہ درویشانِ کرام کے چہروں پر جو طمانیت نظر آتی ہے۔ وہ اور کہیں نہیں ہے۔ درویشوں کے کردار کا یہ بہت ہی پُرعظمت پہلو ہے۔ کہ وہ باہر سے جانے والوں پر اپنی پریشانیوں کا اظہار نہیں ہونے دیتے۔ اور اپنی عزت نفس کو قائم رکھتے ہیں۔ چنانچہ خاص طور پر جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان کے تمام درویش اچھے لباسوں اور مسکراتے چہروں کے ساتھ مہمانوں کا خیر مقدم کرتے۔ اور ان کی بہترین تواضع کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جلسہ سالانہ سنہ ۱۹۷۴ء کے موقعہ پر جب کئی درجن امریکن احمدی قادیان تشریف لائے۔ تو واپس جاکر انہوں نے قادیان کے درویشوں کے متعلق اپنا یہی تاثر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بیان کیا۔

سنہ ۱۹۵۸ء میں والد صاحب مرحوم۔ بمعہ والدہ صاحبہ اور ہماری ہمشیرہ عزیزہ شکیلہ اختر۔ جلسہ سالانہ سے چند روز قبل ہی قادیان تشریف لے گئے۔ اور جب ذاتی طور پر جائزہ لیا۔ اور درویشانِ کرام کے گھروں۔ رہن سہن اور ان کے شب و روز کو دیکھا۔ تو انہیں اندازہ ہوا۔ کہ درویشوں کے مسکراتے ہوئے چہروں کے عقب میں کس قدر زیادہ پریشانیاں جھانک رہی ہیں چنانچہ آپ اپنے ان تاثرات کو بیان کرتے ہوئے اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ گو علامہ اقبال کا یہ شعر ایک خاص عظیم الشان واقعہ کی نشاندہی کرتا ہے۔ ؎

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

لیکن قادیان کے درویشوں نے غیر معمولی حالات میں جو قربانی طویل عرصہ تک دی ہے۔ اس پر بھی عقل محو حیرت رہ جاتی ہے۔

(۹) اسلام کی اجتماعیت کو مضبوط تر بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف پیرایوں میں غرباء کا خیال رکھنے کے تاکیدی ارشادات فرمائے ہیں۔ سیدالکونین حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے قول وعمل سے بہت ہی حکیمانہ رنگ میں مومنین کو غرباء کا خیال رکھنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ تاکہ یہ پسماندہ طبقہ زندگی کی دوڑ میں پیچھے نہ رہ جائے۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ اگر دنیا کے تمام مسلمان ان احکام و ارشادات پر عمل کریں۔ تو مسلمانوں کے اندر غریب طبقہ کا کوئی وجود باقی نہ رہے۔ اور وہ سب متوسط الحال طبقہ میں شامل ہوکر اسلام کی اجتماعیت کے مفید اجزاء بن جائیں۔

والد صاحب مرحوم غرباء کی خدمت کو اپنے لئے سرمایۂ حیات سمجھتے تھے۔ اور بے شمار غرباء کے ماہوار وظیفے آپ نے مقرر کر رکھے تھے۔ جو ہر ماہ کے شروع میں بڑی باقاعدگی کے ساتھ بھجوائے جاتے تھے۔ ایک رجسٹر میں ہر وظیفہ یاب کے بارہ میں تفصیلات درج ہوتیں یعنی نام۔ عمر۔ بچے وغیرہ۔ نیز خوراک اور پہناوے کا علاقائی رواج۔ وظائف کے علاوہ ان لوگوں کو رمضان المبارک میں ہر ایک کے رواج کے مطابق ملبوسات اور بچوں کے لئے تحائف بھجواتے۔ اور ان خدمات میں استقامت اور باقاعدگی اتنی تھی کہ کبھی معمول میں فرق نہ آتا۔ اور تاخیر نہ ہوتی۔ اس جگہ محترم مولوی عبدالحق صاحب فضلی۔ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خاکسار کے نام تعزیتی خط کا ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے۔ جس سے مرحوم کی غرباء پروری اور جذبۂ خدمت خلق پر روشنی پڑتی ہے۔ محترم مولوی صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں:-

"........ مجھے ذاتی طور پر تو حضرت سیٹھ صاحب سے زیادہ تعارف نہیں تھا۔ تاہم مرحوم کے ایک واقعہ نے میرے دل پر بہت اثر کیا۔ اور مَیں اسے کبھی بھول نہیں سکتا۔ ایک مرتبہ بہار میں سخت قحط پڑ گیا۔ مَیں وہاں مبلغ تھا .... صوبہ بہار کے دورہ کی رپورٹ اخبار بدر میں اشاعت کے لئے بھجوادی۔ اس میں یہ جملے اس نیت سے لکھے کہ شاید کسی مخیر دوست کی نگاہ پڑ جائے۔ اور میری یہ پریشانی دور ہو۔ وہ جملے اس قسم کے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے احمدی، بہار میں اکثر خوشحال ہیں۔ لیکن بعض خاندان ایسے ضرور ہیں۔ جو اس قحط سے متاثر ہوئے ہیں اور امداد کے مستحق ہیں۔ حضرت سیٹھ صاحب کی نگاہ ان جملوں پر پڑ گئی۔ خاکسار تو دورہ کے بعد دو ماہ کے لئے کشمیر کے لئے دورہ پر چلا گیا۔ کچھ ہی روز کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب کے توسط سے سیٹھ صاحب کی چٹھی ملی۔ کہ مستحق خاندانوں کے کوائف بھجوائے جائیں۔ خاکسار نے کوائف بھجوادیئے۔ حضرت سیٹھ صاحب نے فوراً ہی ان کو براہِ راست کپڑوں کے پارسل اور نقد رقم بھی بھجوادی۔ اور اس کے بعد سالہا سال تک وظائف جاری فرمائے۔ بعد ازاں جلسہ سالانہ پر ملاقات ہوئی۔ قبل اس کے کہ مَیں شکریہ ادا کرتا سیٹھ صاحب نے میرا شکریہ ادا کیا۔ کہ آپ نے ان غرباء کے بارہ میں اطلاع دی۔ خاکسار نے عرض کیا سیٹھ صاحب! شکریہ تو مجھے ادا کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی جان و مال میں برکت بخشے! حضرت سیٹھ صاحب نے آبدیدہ ہوکر فرمایا۔ مولوی صاحب! مجھے یہ خبر پڑھ کر بڑی بے چینی ہوئی تھی کہ ہم تو آرام سے کھائیں۔ اور ہمارے کچھ بھائی پریشان ہوں۔ میرا تو یہ ایمان ہے۔ کہ ان غرباء کا میرے مال میں حصّہ ہے۔ اور جب میرا یہ عقیدہ نہیں رہے گا۔ تو خداتعالیٰ مجھے اس قدر مال دے گا بھی نہیں .... بہرحال میرے لئے یہ ایک بہت ہی ایمان افروز واقعہ تھا۔ جسے مَیں کبھی بھول نہیں سکتا۔"

ہر جمعہ کے روز ہماری دکان کے ایک ملازم کی یہ ڈیوٹی ہوتی۔ کہ وہ فقراء میں نقدی تقسیم کرے۔ اپنے محلہ کے ایک درمیانی درجہ کے ہوٹل میں معذوروں اور فقراء کی خدمت کا عمدہ انتظام کیا ہوا تھا۔ مرحوم کی تجویز پر ہوٹل والے نے ٹکٹ خاص طور پر چھپوائے ہوئے تھے۔ ہر ٹکٹ کی قیمت آٹھ آنہ تھی۔ آپ ہوٹل سے اکٹھے ٹکٹ خرید کر لیتے۔ اور راہ چلتے معذوروں اور غرباء کو وہ ٹکٹ تقسیم کرکے اس ہوٹل کا پتہ بتلا دیتے۔ کہ وہاں سے کھانا کھالو۔

ایک مرتبہ آپ پر بلڈ پریشر کا حملہ ہوا تو ڈاکٹر نے صبح کی سیر کو اس مرض کا واحد قدرتی علاج بتلایا۔ چنانچہ آپ بعد نماز فجر اپنے لڑکوں کے ہمراہ سیر کے لئے نکلے۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ آپ کو یہ دیکھ کر بہت ہی دُکھ ہوا کہ خداتعالیٰ کی بے شمار مخلوق سڑکوں پر بغیر کسی کمبل یا چادر کے پڑی ہے۔ سیر سے واپس آکر اسی دن کمبلوں کی مارکیٹ سے درمیانہ درجہ کے کمبل خرید کئے۔ اور دوسری صبح منہ اندھیرے

اس راستہ پر سوئے ہوئے اکثر لوگوں پر کمبل ڈالتے چلے گئے۔ اور انتہائی رازداری کے ساتھ یہ خدمت سرانجام دی۔

(۱۰) مرحوم نے اپنی ساری زندگی نہایت سادگی کے ساتھ بسر کی۔ خانگی رہن سہن اور لباس وغیرہ میں بھی کبھی تکلّف نہ کیا۔ اور اسی کے مطابق اپنی اولاد کو بھی تلقین کرتے رہے۔ آپ کی کوشش یہ ہوتی کہ ہر قسم کے تکلّفات سے بچ کر خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کے لئے پیسہ بچایا جائے۔ قرآن مجید میں عباد الرحمٰن کی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۔

آپ نے اپنی تمام عمر اسی ارشادِ ربّانی کے تحت بسر کی۔ ایک سال ۲۶ر جنوری کے دن جمعہ تھا اُس دن دُکان بند رہتی ہے۔ اپنی کار خراب ہونے کے باعث آپ ٹیکسی پر اپنے تینوں فرزندوں سمیت جمعہ کی نماز کے لئے مسجد احمدیہ گئے۔ واپسی پر آپ کے ایک لڑکے نے ٹیکسی لینا چاہی۔ لیکن آپ نے منع کیا۔ اور اُس وقت جو نصیحت فرمائی وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ نے فرمایا۔ آج دکان بند ہے۔ اس لئے واپس جانے کی کچھ جلدی نہیں ہے۔ عام تعطیل ہونے کے سبب بسوں اور ٹراموں میں بھی کچھ رش نہیں ہے۔ ہم بآسانی ٹرام کے ذریعہ ۴۰ پیسے میں گھر پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے ٹیکسی پر چار روپے کیوں خرچ کئے جائیں آپ نے اپنے بچوں کو نصیحت کی کہ کلکتہ کی نیو مارکیٹ کے متعلق عام کہاوت ہے کہ یہاں دُنیا کی ہر شے دستیاب ہے۔ موٹر پارٹس سے لے کر نافہ تک۔ لیکن اطمینانِ قلب یہاں بھی کسی قیمت پر نہیں ملتا۔ فی زمانہ دل کا سکون حاصل کرنے کا یہی طریق ہے کہ ٹیکسی کے چار روپے بچاکر ان لوگوں پر خرچ کئے جائیں جو ٹرام کے لئے دس پیسوں کی بھی استطاعت نہیں رکھتے تمام دُنیوی معاملات میں آپ کا ہمیشہ یہی طریق عمل رہا۔ اور اسراف سے بچتے رہے۔ لیکن دین کے لئے آپ بے دریغ خرچ فرماتے تھے۔

(۱۱) تقسیم ملک سے قبل جہاں آپ کو بہت سی دینی خدمات کا موقع ملا۔ وہاں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی کار کے لئے بڑے اصرار اور عقیدت کے ساتھ اپنی دکان سے سامان بھجوایا کرتے تھے۔ حضورؓ نے بارہا قیمت کے لئے تحریر فرمایا۔ مگر آپ نے یہ خدمت اپنے ذمّہ لے لی تھی۔ اور حضورؓ کی دُعاؤں کے مورد رہے۔ تقسیم ملک سے قبل ہی کے بعض اور واقعات مختصراً درج کرتا ہوں۔

تعلیم الاسلام کالج قادیان کے لئے آپ نے ایک خطیر رقم ادا کی۔ مسجد مبارک میں جلسہ علم وعرفان کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا انتظام کیا جس پر حضور رضی اللہ عنہ نے بہت ہی خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ حضورؓ کے ملفوظات کو محفوظ کرنے کے لئے ایک ٹیپ ریکارڈر بھی بھجوایا۔ محلہ دارالبرکات قادیان میں جب آپ نے ایک مکان خرید کیا۔ تو بعض احباب نے مٹھائی تقسیم کرنے کی تجویز پیش کی۔ مٹھائی کا تخمینہ تو آپ نے لگوالیا۔ لیکن وہ رقم یہ کہہ کر مسجد دارالبرکات کے پنکھوں پر خرچ کردی کہ کیوں نہ ہم آخرت کے لئے مٹھائی کا انتظام کریں۔

ایک اور خوشی کے موقعہ پر مسجد دارالفضل میں پنکھے لگوائے۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ دارالشیوخ اور دارالیتامیٰ کے انچارج تھے ان سے یتیم بچوں کی فہرستیں حاصل کرتے۔ اور سٹار ہوزری قادیان سے ان کے لئے سویٹروں جرابوں اور دیگر گرم ملبوسات کا انتظام کرتے

(۱۲) تقسیم ملک کے بعد قادیان میں چار دیواری بہشتی مقبرہ کے اندر پارک مستورات کی تعمیر کا خرچ ادا کیا۔ اور بہشتی مقبرہ کے اندر بجلی کے انتظام کے لئے رقم ادا کی۔ درویش احباب کی سہولت کے لئے ایک ڈاج وین خرید کر قادیان بھجوائی اور جب اس وین کا ایکسی ڈنٹ ہوگیا تو ایک ایمبسڈر کار خرید کردی۔ اور ان کاروں کے لئے ٹائر اور پُرزہ جات بھی ہمیشہ بھجواتے رہے ربوہ کے عظیم الشان فضل عمر ہسپتال کے کئی کمرے آپ نے تعمیر کروائے۔ اور ایک ایمبولنس وین بھی ہسپتال کو دی۔

(۱۳) مسجد احمدیہ چنیوٹ کی زمین آپ ہی کی تحریک پر ۱۹ - ۱۹۱۸ء میں خریدی گئی۔ بعد ازاں اس کی تعمیر کے لئے آپ کوشاں رہے ۱۹۴۰ء میں وہ مسجد ہمارے چچاجان محترم میاں محمد یوسف صاحب بانی مرحوم نے اپنی نگرانی میں تعمیر کروائی۔

کلکتہ میں بھی مسجد احمدیہ کی تعمیر کی تحریک کے آپ رُوحِ رواں تھے۔ ۱۹۴۴ء میں جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصلح موعود ہونے کا انکشاف ہوا۔ اور لاہور، لدھیانہ، دہلی وغیرہ مقامات پر عظیم الشان جلسے منعقد کئے گئے تو جماعت کلکتہ کے دوستوں کے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی۔ کہ حضور انور کی خدمت میں کلکتہ تشریف لانے کی درخواست کی جائے۔ مرحوم نے کہا کہ اتنی بڑی ہستی کو بغیر کسی وجہ کے کلکتہ آنے کی دعوت دینا ان کے شایانِ شان نہیں میری تجویز یہ ہے کہ یہاں مسجد احمدیہ کے لئے زمین خریدی جائے۔ اور مسجد کے سنگِ بنیاد کے لئے حضور کی خدمت میں درخواست کی جائے۔ چنانچہ ایک کمیٹی بنائی گئی۔ جس کے سیکرٹری اور امین آپ ہی تھے۔ مسجد احمدیہ کلکتہ کے لئے زمین خرید لی۔ اور بعد ازاں تعمیر کے سلسلہ میں آپ نے بہت ہی نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

(۱۴) ۱۹۷۱ء میں آپ اپنے چھوٹے بیٹے عزیزم شریف احمد کے پاس کراچی تشریف لے گئے۔ وہاں بھی آپ سلسلہ کی خدمات میں ہمہ تن مصروف ہوئے۔ ۱۹۷۴ء کے پُرآشوب زمانہ میں جب جماعت قیامتِ صغریٰ میں سے گزری۔ آپ وہاں کے حالات بڑی باقاعدگی کے ساتھ تحریر کرکے قادیان بھجواتے رہے۔

ایک لمبے وقفہ کے بعد جب ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ڈاک کا براہِ راست سلسلہ ۱۹۷۴ء کے وسط میں جاری ہوا تو آپ نے سب سے پہلا خط حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے نام تحریر کیا۔

۱۹۷۴ء میں ہی جب ہماری جماعت کو غیر معمولی مخالفتوں میں سے گزرنا پڑا۔ اور سینکڑوں احمدی لُٹ لٹا کر ربوہ پہنچے۔ تو ان مہاجرین کی خدمت کی آپ کو بہت توفیق ملی۔ اور ہزارہا روپے مرکزِ سلسلہ کی وساطت سے ان بے سروسامان مہاجرین کو اس وعدہ پر دیئے کہ جب وہ اپنے پاؤں پر دوبارہ کھڑے ہوجائیں۔ تو یہ رقم مرکز کو ادا کردیں۔ تاکہ یہ رقم صدقہ جاریہ بن جاوے۔ اپنی وفات سے چند روز قبل نیم بے ہوشی کی حالت میں عزیزم شریف احمد بانی کو ارشاد فرمایا۔ کہ مہاجرین کے لئے اتنے ہزار کمبل بھجوادو۔ چنانچہ عزیز موصوف نے فی الفور اس ارشاد کی تعمیل کی۔

(۱۵) جیساکہ ابتداء میں ذکر کیا گیا ہے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام افراد کے لئے آپ کے دل میں بہت محبت اور احترام کا جذبہ تھا۔ ۱۹۶۴ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آپ قادیان گئے۔ اس جلسہ پر ربوہ سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے دو نوعمر صاحبزدگان بھی تشریف لائے تھے۔ مسجد اقصیٰ کے راستہ میں جو بہت تنگ ہے۔ ان کا سامنا ہوا۔ دونوں صاحبزدگان نے اپنے اعلیٰ خاندانی اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے چاہا کہ ایک طرف ہو جائیں۔ اور آپ کے لئے راستہ چھوڑ دیں۔ لیکن آپ نے ہاتھ سے ان دونوں کو یہ کہہ کر آگے کردیا کہ:-

"خدا تعالےٰ نے آپ کو آگے کردیا ہے۔ ہم کس طرح آپ سے آگے چل سکتے ہیں۔"

یہ بظاہر ایک معمولی سا واقعہ ہے۔ لیکن مقدس خاندان کے لئے ادب کا عمدہ مظاہرہ ہے۔

(۱۶) ہماری برادری شادی بیاہ کے مواقع پر رسم و رواج کے بندھنوں میں بُری طرح جکڑی ہوئی ہے۔ لیکن آپ نے اپنے بچوں کی شادیوں پر ان رسوم کو بکلّی خیرباد کہا اور بہت ہی سادگی سے شادیاں کیں۔ ۱۹۵۶ء میں خاکسار کی شادی کے موقع پر برادری کے اصرار کے باوجود کہ شان و شوکت سے شادی کی جائے۔ آپ نے بہت ہی سادگی برتی۔ آپ اکثر فرمایا کرتے۔ کہ اس نیکی کے بدلہ میں اللہ تعالےٰ نے مجھے بہت سے فضلوں سے نوازا۔ اور ۱۹۵۶ء کے بعد میری مالی حالت بہت ترقی کرگئی۔

فالحمد للّٰہ علےٰ ذٰلک!

الغرض اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے والد صاحب مرحوم کو جہاں اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازا تھا۔ وہاں یہ توفیق بھی عطا فرمائی۔ کہ اس کے دیئے ہوئے اموال کو اس کی راہ میں انتہائی فراخدلی کے ساتھ خرچ کریں۔ اپنی اور اپنے خاندان کی زندگی کو سادگی کے ڈھانچے میں ڈھال کر اور ہر قسم کے تکلّفات سے بچ کر دین کی خدمت کے لئے کشادہ دستی سے کام لیا۔ ہم آپ کے تمام پسماندگان اس امر کے گواہ ہیں کہ آپ اپنے فارغ اوقات میں ہمیشہ اشاعتِ اسلام اور خدمتِ غرباء کے لئے سکیمیں سوچا کرتے تھے اور ان سکیموں کو رُو بہ عمل لاتے تھے۔

اللہ تعالےٰ والد صاحب مرحوم کو اپنے قُرب میں اعلےٰ مقام عطا فرمائے۔ اور آپ کی ساری اولاد کو توفیق بخشے۔ کہ وہ اپنے باپ کے نقشِ قدم پر چل کر نیکیوں میں سبقت لے جانے کی ہمیشہ کوشش کرتی رہے۔

اللّٰھم آمین

◎

درخواست ہائے دعا: (۱) جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب لندن کی خالہ زاد ہمشیرہ محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ اڑہائی ماہ سے فالج کی وجہ سے میو ہسپتال لاہور میں زیرِ علاج ہیں۔ حالت دن بدن ابتر ہو رہی ہے (۲) ڈاکٹر صاحب موصوف کے ایک خالہ زاد بھائی مکرم شیخ عبدالرشید ہالینڈ میں بیکار ہیں۔ (۳) مکرم عزیز احمد صاحب جلسہ سالانہ سے کینیڈا واپسی کے بعد دائیں بازو میں تکلیف سے بیمار ہیں)۔ ان کی اہلیہ محترمہ بھی شدید بیماری کے بعد بہت کمزور ہیں۔ (۴) حضرت منشی محمد دین صاحب واصلباقی درویش مرحوم رضی اللہ عنہ (یکے از تین سو تیرہ صحابہ) کے فرزند محترم چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب دلیل الثمالون ربوہ۔ وفات پاگئے ہیں۔ (۵) محترم مولوی قمر الدین صاحب مبھوانی فاضل ربوہ کے داماد کے وفات پانے کے بعد ان کی اہلیہ محترمہ وفات پاگئی ہیں۔ (۶) محترم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم و محترم یونس احمد صاحب اسلم درویش مرحوم کے والد ماجد) سخت بیمار ہیں۔ احباب سے ان تمام کے لئے دعائی درخواست ہے۔ (خاکسار: ملک صلاح الدین مؤلف اصحاب احمد) قسط دریافت

شذرات

از مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج بمبئی

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے
سلسلہ احمدیہ کا قیام منہاج نبوت کے رنگ پر

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اپنے ایک مضمون بعنوان "نزول قرآن کے تین مراحل" میں اسلامی "دعوت" کے دوسرے مرحلہ کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

"یہاں سے اس دعوت کا دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ اس مرحلے میں اسلام کی اس تحریک اور پرانی جاہلیت کے درمیان ایک سخت جانگسل کشمکش برپا ہوئی۔ جس کا سلسلہ آٹھ نو سال تک چلتا رہا نہ صرف مکّہ میں۔ نہ صرف قبیلۂ قریش میں بلکہ عرب کے بیشتر حصوں میں جو لوگ پرانی جاہلیت کو برقرار رکھنا چاہتے تھے وہ اس تحریک کو بزور مٹا دینے پر تُل گئے۔ انہوں نے اسے دبانے کے لئے سارے حربے استعمال کر ڈالے۔ جھوٹا پراپیگنڈا کیا۔ الزامات اور شبہات اور اعتراضات کی بوچھاڑ کی۔ عوام الناس کے دلوں میں طرح طرح کی وسوسہ اندازیاں کیں۔ ناواقف لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سننے سے روکنے کی کوششیں کیں اسلام قبول کرنے والوں پر نہایت وحشیانہ ظلم وستم ڈھائے۔ اُن کا معاشی اور معاشرتی مقاطعہ کیا اور اُن کو تنگ کیا کہ ان میں سے بہت سے لوگ دو دفعہ اپنے گھر چھوڑ کر حبش کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے اور بالآخر تیسری مرتبہ ان سب کو مدینے کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔ لیکن اس شدید اور روز افزوں مزاحمت کے باوجود یہ تحریک پھیلتی چلی گئی۔ مکّہ میں کوئی خاندان اور کوئی گھر ایسا نہ رہا۔ جسکے کسی نہ کسی فرد نے اسلام قبول نہ کر لیا ہو۔" (روزنامہ انقلاب بمبئی ۱۰؍فروری ۱۹۷۶ء ص۶)

مولانا مودودی اور اُن کے ہمنواؤں نے کیا کبھی سنجیدگی سے تحریک احمدیت کا مطالعہ کیا ہے۔؟ تاریخ احمدیت کے اوراق شاہد ہیں۔ کہ سلسلہ احمدیہ کے قیام کے بعد سے آج تک مخالفین احمدیت نے اس روحانی اور مذہبی تحریک کو جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے خداتعالیٰ نے اس زمانہ میں قائم فرمائی ہے۔ دبانے بلکہ بزور مٹانے کے لئے وہ سب حربے استعمال کئے اور کر رہے ہیں۔ جو اسلام کے قیام کے بعد مخالفین اسلام نے استعمال کئے۔ پاکستان کے قیام کے بعد ۱۹۵۳ء اور پھر ۱۹۷۴ء میں تمام نام نہاد اسلامی جماعتوں اور اُن کے علماء اور لیڈران نے مل کر تحریک احمدیت کو بزور مٹانے کے لئے کوششیں کیں۔ مظلوم ومعصوم احمدیوں کو محض اختلاف عقیدہ کی بنا پر شہید کیا گیا۔ اُن کی مساجد کو جلایا اور گرایا گیا۔ قرآن مجید کے نسخوں کو جلایا گیا۔ اور اُن کی جائیدادوں کو جلایا گیا اور لوٹا گیا۔ اور اُن کا معاشی ومعاشرتی مقاطعہ کیا۔ مگر تحریک احمدیت نہ مٹی اور انشاء اللہ کبھی بھی مٹائی نہ جاسکے گی۔ کیونکہ اس تحریک کا قیام منہاج نبوت کے رنگ میں ہوا ہے۔ ہر خدائی سلسلہ کی مخالفین نے اسی رنگ میں مخالفت کی اور ناکامی ونامرادی کو دیکھا۔ تاریخ اپنے آپ کو دُہراتی ہے۔ ان مخالفتوں کے باوجود بفضلہٖ تعالیٰ سلسلہ احمدیہ ایک بین الاقوامی حیثیت کا حامل بن گیا ہے۔ اُمید ہے مخالفین احمدیت اپنی شدید مخالفت اور جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی کو دیکھکر ایک روحانی سبق حاصل کریں گے۔

(۲) پروفیسر عبدالغفور ممبر پارلیمنٹ پاکستان نے جھوٹ بولنے میں ڈاکٹر گوبلز کو بھی مات کر دیا

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ کہ ۱۹۷۴ء میں پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی برپا ہوا۔ ان فسادات میں احمدیوں کا شدید جانی ومالی نقصان ہوا۔ پچاس سے زائد معصوم ومظلوم احمدی شہید کر دئے گئے۔ اُن کی مساجد کو جلایا اور گرایا گیا۔ قرآن مجید کے قریباً ۲ ہزار نسخے جلائے گئے۔ کروڑوں روپیہ کی جائیداد لوٹی گئی۔ جلائی گئی۔ اور برباد کی گئی۔ کئی ماہ تک احمدیوں کا تمدنی اور معاشرتی بائیکاٹ کیا گیا۔ دُنیا بھر کے پریس ان مظالم کی داستان سے بھر رہے بعض منصف مزاج حکومتوں اداروں اور جماعتوں نے ان مظالم کے خلاف آواز بلند کی۔ اور ان فسادات ومظالم کی خبریں بعض ممالک کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بھی نشر ہوئیں۔ اور تو اور خود پاکستان کا ریڈیو اور اخبارات ان فسادات ومظالم پر شاہد ناطق ہیں۔

مگر ان تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کے لئے گذشتہ سال ۲۵؍جولائی ۱۹۷۵ء کے ہندوستان کے ایک اخبار "تعمیر حیات لکھنؤ" میں پروفیسر عبدالغفور احمد ممبر پارلیمنٹ پاکستان کا بیان زیر عنوان "پاکستان میں قادیانیت کے غیر مسلم ہونے کی داستان" شائع ہوا ہے۔ جس میں کس دیدہ دلیری سے بیان کرتے ہیں۔

"عالمی سطح پر قادیانیوں نے پاکستان کے خلاف ریڈیو۔ ٹیلی ویژن اور اخبارات و رسائل کے ذریعہ گمراہ کن پروپیگنڈے کئے۔ کہ چند مذہبی دیوانوں نے ہزاروں قادیانیوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ لاکھوں کی جائیدادیں لوٹ لی گئیں۔ یا انہیں جلا کر خاکستر کر دیا گیا۔ حالانکہ یہ الزامات قطعاً بے بنیاد تھے۔" (تعمیر حیات لکھنؤ ۲۵ جولائی)

قارئین کرام! دیکھو لیا آپ نے پاکستانی فسادات میں احمدی نقصانات کو قطعًا بے بنیاد قرار دے کر تاریخی حقائق کو جھٹلانے میں پاکستان کے "سرکاری" مسلمان پروفیسر عبدالغفور احمد صاحب نے جرمنی کے نازی پراپیگنڈہ سکرٹری گوبلز کو بھی مات کر دیا۔ کیا اب بھی پروفیسر صاحب گولڈ میڈل کے مستحق نہیں؟ یقینًا ہیں!! غالبًا یہ صالحیت اور اسلام کے دعویدار اپنے پیرومرشد مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے فتاویٰ کی رُو سے احمدیوں کے خلاف جھوٹ بولنے اور جھوٹا پراپیگنڈا کرنے کو اپنا فرض عین سمجھتے ہیں۔ چنانچہ

(الف) مولانا مودودی صاحب رقمطراز ہیں:-

"جھوٹ اُس کی (اسلام کی) نگاہوں میں ایک بدترین بُرائی ہے۔ لیکن عملی زندگی کی بعض ضرورتیں ایسی ہیں۔ جن کی خاطر جھوٹ کی نہ صرف اجازت ہے۔ بلکہ بعض حالات میں اسکے وجوب کا فتویٰ دیا گیا ہے۔" (ترجمان القرآن ماہ مئی ۱۹۵۸ء)

(ب) اسی طرح مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی فرماتے ہیں:-

"احیائے حق کے واسطے کذب راست ہے۔ مگر تاامکان تعریض سے کام لیوے۔ اگر لاچار ہو۔ تو کذب صریح بولے۔" (فتاویٰ رشیدیہ ص۹۶)

مگر یہ صالحیت کے دعویدار اور اسلام کے ٹھیکدار یاد رکھیں۔ کہ ان کے کذب صریح بولنے جھوٹا پراپیگنڈا کرنے سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی ہرگز نہیں رُک سکتی۔ کیونکہ جماعت کی ترقی اور اُس کا تمام دنیا میں پھیلنا یہ خدا تعالیٰ کی تقدیر ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی تقدیر کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اس سلسلہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السّلام خدائی بشارت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائیگا۔ بہت سی رُوکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے۔ مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سو اے سُننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو۔ اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو۔ کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ جو ایک دن پُورا ہوگا۔"

(تجلیات الٰہیہ ص۱۷)

اخبار قادیان

• مورخہ ۱۸؍۲؍۷۶ کو محترم حافظ بشیر الدین عبید اللہ صاحب مبلغ گیمبیا (مغربی افریقہ) زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائے اور مورخہ ۲۳؍۲؍۷۶ کو واپس تشریف لے گئے۔

• مورخہ ۱۹؍۲؍۷۶ کو مکرم فضل الرحمٰن صاحب درویش نے مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ۳۲۵ کے قریب مرد وزن کو اپنے بیٹے مکرم مولوی سلطان احمد صاحب کی دعوت ولیمہ پر مدعو کیا۔

• مورخہ ۱۸؍۲؍۷۶ تا ۲۲؍۲؍۷۶ یوم مصلح موعودؓ کی خوشی میں احمدیہ سپورٹس کمیٹی کی طرف سے ٹورنامنٹ منعقد ہوا۔ مورخہ ۲۲؍۲؍۷۶ کو شام ۵½ بجے حضرت مرزا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی نے ٹورنامنٹ میں امتیازی پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات تقسیم فرمائے۔ مفصل رپورٹ آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں۔

• محترم بھائی عبدالرحیم صاحب دیانت کے دائیں ہاتھ کے زخم میں اب کافی آرام ہے۔ علاج جاری ہے۔ احباب کامل صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔

• مکرم انصار احمد صاحب تنویر کا چھوٹا لڑکا کافی حد تک صحتیاب ہو کر امرتسر کے ہسپتال سے قادیان آگیا ہے۔ کامل صحت کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

وقفِ جدید کے ۱۹ ویں سال کا چندہ سو فیصد ادا کرنے والے مخلصین کی فہرست (قسط اوّل)

ایسے مخلصین جنہوں نے اپنے ۱۹ ویں سال کے وعدوں کی رقوم سو فیصد ادا کر دی ہیں ان کے اسماء گرامی ذیل میں بغرض دعا درج کئے جا رہے ہیں۔ احباب کرام سے درخواست ہے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اُنکے اموال و نفوس میں برکت عطا فرمائے ہر شر سے محفوظ رکھے آمین۔ دفتر ہذا ان سب کے مخلصانہ تعاون کے لئے ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ یہ فہرست ۳۱ جنوری ۱۹۷۶ء تک خزانہ میں داخل ہونے والی رقوم کی ہے اس کے بعد وصول ہونے والے چندوں کی فہرست بدر کی کسی آئندہ اشاعت میں دی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

جماعتِ احمدیہ قادیان

اسماء گرامی	رقم
مکرم حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل	36-25
محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ اہلیہ "	7-00
عزیزہ ساجدہ رحمٰن صاحبہ بنت "	7-00
عزیز سعادت احمد صاحب ابن "	7-25
" ارادت احمد صاحب " "	7-25
" بشارت احمد صاحب " "	7-25
مکرم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب	100-00
محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ	57-00
" صاحبزادی امۃ العلیم صاحبہ عصمت	12-00
" صاحبزادی امۃ الکریم صاحبہ کوکب	12-00
" صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ	8-00
مکرم صاحبزادہ مرزا کلیم احمد صاحب	8-25
" مولوی محمد عبداللہ صاحب مع اہل و عیال	21-00
" محمد یوسف صاحب گجراتی	7-00
" محمد دین صاحب بدر	12-30
" مولوی عبدالحق صاحب فضل مع اہل و عیال	66-50
" سلطان احمد صاحب ظفر	7-00
" عبدالسلام صاحب مالاباری	10-00
" محمد حمید صاحب کوثر	10-10
حضرت بھائی الٰہ دین صاحب	13-70
مولوی محمد یوسف صاحب بھکشو	13-00
مرزا محمد اسحاق صاحب	8-00
محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ اہلیہ "	8-00
" امۃ الرشید صاحبہ بنت "	8-00
بجناب حضرت مسیح موعودؑ و خلفاء کرام	6-00
مکرم گیانی بشیر احمد صاحب ناصر	6-35
محترمہ منصورہ خاتون صاحبہ اہلیہ "	6-35
مکرم ذوالفقار احمد صاحب مع اہل و عیال	37-00
" طیب علی صاحب بنگالی ٹی اسٹال	6-00
" مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی	6-00
" چوہدری عبدالحمید صاحب آڑھتی	9-00
" قریشی فضل حق صاحب	10-10
" محمد ابراہیم صاحب غالب	12-60
" چوہدری عبدالقدیر صاحب	6-50
محترمہ اہلیہ صاحبہ چوہدری عبدالقدیر صاحب	6-50
" امۃ الباسط صاحبہ بنت "	6-50

اسماء گرامی	رقم
مکرمہ امۃ الرشید صاحبہ بنت چوہدری عبدالقدیر صاحب درویش	6-50
مکرم عبدالواسع صاحب ابن " "	6-50
" بھائی عبدالرحیم صاحب دیانت	10-25
" چوہدری محمد احمد خاں صاحب	13-00
مکرمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ اہلیہ "	13-80
" امۃ الوحید شوکت صاحبہ بنت "	6-00
" امۃ المجید صاحبہ نصرت بنت "	6-00
مکرم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر	100-00
مکرمہ بشریٰ صادقہ صاحبہ بنت "	7-60
" عزیزہ مبارکہ صاحبہ " "	7-60
" صدیقہ قیصر صاحبہ " "	7-60
" عقیلہ قیصر صاحبہ " "	7-60
" زینب بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری سکندر خاں صاحب	6-60
" مائی عالم بی بی صاحبہ	7-00
" سلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ عبدالحمید صاحب عاجز	9-50
" سکینہ سلطانہ صاحبہ اہلیہ حمید الدین صاحب	6-20
" نعیمہ بشریٰ صاحبہ اہلیہ عبداللطیف صاحب سندھی	6-20
" بشریٰ بیگم صاحبہ بنت ولی محمد صاحب	6-20
" فریدہ بیگم صاحبہ بنت ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب	7-25
مکرم نذیر احمد صاحب پونچھی	14-00
" امیر احمد صاحب	6-00
مکرمہ شمیم بیگم صاحبہ اہلیہ منظور احمد صاحب سوز	6-90
" فاطمہ بیگم صاحبہ ظفر الدین صاحب	6-20
" طاہرہ شوکت صاحبہ بنت بدرالدین صاحب عامل	7-80
" بلقیس بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ محمد ابراہیم صاحب	7-10
" شکیلہ بیگم صاحبہ اہلیہ عبداللہ صاحب	6-60
" حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ فخرالدین صاحب	6-75
مکرم حاجی خدا بخش صاحب	6-00
" مستری دین محمد صاحب ننگل	13-25
" افتخار احمد صاحب اشرف	12-00
" عبدالرشید صاحب نیاز	6-50
" محمود احمد صاحب منور ابن بی ایم داؤد احمد صاحب	6-00
" حمید احمد صاحب ابن مولوی محمد عبداللہ صاحب	6-00
" چوہدری محمد طفیل صاحب	17-00
" مستری محمد دین صاحب	13-00
مکرمہ معراج سلطانہ صاحبہ اہلیہ بدرالدین صاحب عامل	15-00
" بشریٰ شہزادی صاحبہ بنت " "	8-00
" رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مستری محمد دین صاحب	13-80

اسماء گرامی	رقم
مکرمہ امۃ الکریم امۃ الحی صاحبہ بنت مستری محمد دین صاحب	7-10
مکرم محمد مبشر صاحب ابن محمد شریف صاحب	6-00
" فضل الٰہی خان صاحب	6-05
" مولوی محمد ایوب صاحب مع اہل و عیال	21-00

جماعتِ احمدیہ کانپور

مکرم حبیب اللہ خاں صاحب	10-00
مکرمہ آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ محمد احمد صاحب سولیہ	6-00
مکرم حاجی محمد ابراہیم صاحب	10-00
" محمد حنیف صاحب اکبر پوری	10-00

جماعتِ احمدیہ شاہجہانپور

اسماء گرامی	رقم
مکرم ڈاکٹر قریشی محمد عابد صاحب	[illegible]
مکرمہ مبارکہ مریم صاحبہ اہلیہ "	50-00
" عابدہ انجم صاحبہ بنت "	15-00
مکرم محمد زاہد صاحب ابن "	15-00
مکرمہ ثمینہ انجم صاحبہ بنت "	15-00
مکرم محمد انس صاحب ابن "	15-00
" عبدالواحد صاحب	10-00

جماعتِ احمدیہ ساندھن

مکرم عبدالعزیز صاحب	6-00

(باقی)

حیدر آباد میں ناصرات الاحمدیہ کا چھٹا سالانہ اجتماع

مورخہ ۲۵ کو حیدر آباد میں ناصرات الاحمدیہ کا چھٹا سالانہ اجتماع پوری شان کے ساتھ منایا گیا۔

اجتماع کی کارروائی ساڑھے تین بجے شام جوبلی ہال میں محترمہ اعظم النساء بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ حیدر آباد کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد گروپ اوّل کا حفظ قرآن کا مقابلہ شروع ہوا۔ اس سے قبل گروپ اوّل نے ترانہ پڑھا۔

"ہم اسلام کا اونچا پرچم کریں گی
کہ دنیا پہ دیں کو مقدم کریں گی"

اس کے بعد حفظ قرآن کا مقابلہ شروع ہوا۔ اس میں پانچ لڑکیاں مقابلہ پر آئیں۔

اوّل:- عزیزہ امۃ الحیٔ تحسین بنت مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل۔

دوم:- عزیزہ عظمت پروین بنت مکرم منصور احمد صاحب۔

اس کے بعد گروپ دوئم کا مقابلہ حفظ قرآن شروع ہوا۔ اس گروپ میں تین لڑکیاں مقابلہ پر آئیں۔

اوّل:- عزیزہ امۃ القیوم پرویزہ بنت مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل۔

دوم:- عزیزہ نصرت جہاں بنت مکرم یوسف حسین صاحب۔

اس کے بعد گروپ سوئم کا مقابلہ حفظ قرآن شروع ہوا۔ اس گروپ میں سترہ لڑکیاں مقابلہ پر آئیں۔

اوّل:- عزیزہ مبشرہ پروین بنت مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل۔ و عزیزہ طیبہ صدیقہ بنت مکرم سیٹھ بشیر الدین صاحب۔

دوم:- عزیزہ امۃ النصیر بنت مکرم عبدالحمید صاحب انصاری۔ و عزیزہ کوثر صدیقہ بنت مکرم سیٹھ بشیر الدین صاحب۔

اِس کے بعد گروپ دوئم نے اپنا ترانہ سنایا۔

"محمدؐ محمدؐ پکاروں گی میں
ہے جیت اس میں ہرگز نہ ہارونگی میں"

بعد ازیں گروپ اوّل کا تقریری مقابلہ شروع ہوا۔ اس میں پانچ لڑکیاں مقابلہ پر آئیں۔

اوّل:- عزیزہ امۃ الحیٔ تحسین بنت مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل۔

دوم:- عزیزہ زکیہ بیگم بنت مکرم عبدالستار صاحب۔

اس کے بعد گروپ دوئم کا تقریری مقابلہ شروع ہوا۔ اس میں چار لڑکیاں مقابلہ پر آئیں۔

اوّل:- عزیزہ امۃ القیوم پرویزہ بنت مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل۔

دوم:- عزیزہ رقیعہ بیگم بنت مکرم احمد اللہ بیگ صاحب۔

اس کے بعد گروپ سوئم کا تقریری مقابلہ شروع ہوا۔ اس گروپ میں اٹھارہ لڑکیاں مقابلہ پر آئیں۔ مندرجہ ذیل لڑکیاں اوّل رہیں۔

اوّل:- عزیزہ مبشرہ پروین بنت مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل۔ و عزیزہ طیبہ صدیقہ بنت سیٹھ بشیر الدین صاحب۔

اس طرح یہ اجتماع گروپ سوئم کے اس ترانہ کے ساتھ ختم ہوا۔

"آنا تھا جس نے ہم میں ہو کر مثیل عیسیٰ
وہ قادیاں میں آئے وہ حق نما ہی ہے"

اِس کے بعد سکریٹری ناصرات نے حاضرین اور ججز کا شکریہ ادا کیا۔ اور جلسہ سیرۃ النبی صلعم پر انعامات تقسیم کرنے کا وعدہ کیا۔ دُعا کے بعد اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

خاکسارہ۔ امۃ العزیز فضل سکریٹری ناصرات حیدر آباد

مشرقی افریقہ کے ایک مخلص احمدی بھائی کی وفات!!

محترم شیخ مبارک احمد صاحب فاضل ربوہ

لسندن سے یہ افسوسناک خبر ملی کہ مکرم میاں غلام صدیق صاحب بٹ مورخہ ۱۸ ار نومبر ۱۹۷۵ء اچانک حرکتِ قلب کے بند ہو جانے کے باعث وفات پا گئے۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔

بٹ صاحب مرحوم مشرقی افریقہ میں تیس برس سے زائد عرصہ مقیم رہے۔ اور مشرقی افریقہ کے مختلف علاقوں میں ریلوے کی ملازمت کے سلسلہ میں اپنا وقت گذارا۔

بہت مخلص اور جوشیلے احمدی تھے۔ نمازوں کی پابندی بالخصوص مسجد سے دُور رہنے کے باوجود جمعہ کی نماز کے لئے بڑے اہتمام سے مسجد میں بہت پہلے آجاتے۔ اور بسا اوقات پہلی اذان دیتے۔ تہجد کے نہایت ہی پابند تھے۔ جہاں تک میرا علم اور میری یاد ساتھ دیتی ہے مرحوم بٹ صاحب ان دوستوں میں سے تھے جنہیں نمازِ تہجد کا ایسا شغف تھا کہ کبھی بیماری میں بھی ناغہ نہیں کیا۔

سلسلہ کے مبلّغین کے ساتھ عزّت واحترام کا معاملہ تھا۔ اِس عاجز کے ساتھ مشرقی افریقہ سے ایک عرصہ سے واپس آنے اور اُن کے سالہا سال سے لندن چلے جانے کے باوجُود تعلقات میں خلا نہ پیدا ہُوا۔ جب بھی اُنہیں بعض مشوروں اور کسی کام کے سلسلہ میں کوئی ضرورت پیش آئی تو بذریعہ خط یا اپنے عزیز رشتہ داروں کو بھیج کر استمداد کے طالب رہتے۔ یہ امر بے حد خوشی کا موجب ہے کہ بفضلِ خدا اُن کے بیٹوں میں بھی دینداری کی رُوح دن بدن ترقی پر ہے۔ وہ سلسلہ کی خدمات کے لئے تیار رہتے ہیں۔

مرحوم ومغفور کے متعلق یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ وہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی زندگی میں یعنی سنہ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے اور حضور علیہ السّلام نے ہی آپ کا نام تجویز فرمایا۔ مرحوم ومغفور محترم میاں محمد بخش صاحب آف کڑیانوالہ ضلع گجرات کے فرزند تھے۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی۔ اور حضورؑ کے اوّلین صحابہ میں سے تھے۔ اور کڑیانوالہ کے با اثر اور صاحبِ حیثیت خاندان کے فرد تھے۔ وہ حضور علیہ السّلام کی زندگی میں ہی مشرقی افریقہ گئے۔ اور اپنے کاروبار کے سلسلہ میں وہاں سالہا سال رہے۔ ایک دفعہ اُنہیں کاروبار میں بہت نقصان ہُوا۔ اور حالت بہت ہی دِگرگوں ہوگئی۔ محترم میاں محمد بخش صاحبؓ نے حضورؑ کی خدمت اقدس میں دُعا کی درخواست کی۔ اور دُعا کی برکت سے اُنہیں کاروبار میں ترقی نصیب ہوئی۔ بلکہ بہت بڑا نفع ہُوا۔ حضورؑ نے دُعا کی درخواست کے جواب میں جو خط لکھا اس میں ان کے لئے وہ نظم بھی تحریر فرمائی جو ؎

اِک نہ اِک دن پیش ہوگا تُو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

سے شروع ہوتی ہے۔ اور اُن کو بھجوائی۔

اس خاندان کے اکثر افراد نیروبی میں کاروبار اور ملازمتوں کے سلسلہ میں آباد ہوئے اور اب تقریباً سب کے سب انگلستان میں حالاتِ زمانہ کے باعث آباد ہوگئے ہیں۔ اور جماعت کی تقویت کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ جزاہم اللّٰہ احسن الجزاء۔

مرحوم ومغفور میاں غلام صدیق صاحب بٹ کی نمازِ جنازہ محترم بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد لندن نے پڑھائی اور احمدیہ قبرستان میں لنڈن کے قریب WOOD BROOK میں ان کی تدفین ہوئی۔

دُعا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ مرحوم کو جنّت الفردوس میں داخل کرے۔ اور اُن کے جملہ متعلقین کو صبرِ جمیل کی توفیق دے اور اُن کے بچّوں کا حافظ و ناصر ہو۔ اور خدمتِ دین کی توفیق عطا کرتا رہے۔

زکوٰۃ کیوں دی جاتی ہے؟

زکوٰۃ اس لئے دی جاتی ہے کہ تا اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ سچّی محبت اور حقیقی تعلق بڑھے۔ اس کی رضا جوئی اور محبت میں استقامت حاصل ہو۔ اِیثار کا مادہ پیدا ہو۔ اور حرص اور بخل کی بیخ کنی ہو۔

یہ صرف روحانی بیماریوں کی ہی دَوا نہیں۔ بلکہ جسمانی اور ظاہری تکالیف اور مصائب سے بچنے اور نجات پانے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ جملہ احبابِ جماعت کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

ہر گھر میں ہر روز آدھ گھنٹہ دینی باتیں۔ بقیہ اداریہ از صفحہ (۲)

اور ساتھ کے ساتھ حضور ایدہُ اللّٰہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق پر ہر گھر میں روزانہ کم سے کم آدھ گھنٹہ کا ایسا پروگرام بنائیں جس میں دینی باتیں ہوں۔ اس طرح آپ بڑی آسانی کے ساتھ نئی نسلوں کے دلوں میں قرآن کریم اور پاک محمّد مصطفےٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کی محبّت اور عظمت بٹھا سکتے ہیں ——!!

اُمید ہے کہ اِس نہایت ہی بابرکت اور مفید تجویز کو احباب اپنے اپنے گھروں میں رُوبعمل لانے کی پُوری کوشش کریں گے۔ اِس میں آپ کا اپنا بھی بھلا ہے، اہلِ محلّہ کا بھی بھلا ہے، جس شہر میں آپ رہتے ہیں اُس شہر بلکہ اُس مُلک اور ساری دُنیا کا بھلا ہے۔ اور پھر قرآنی بیان کے مطابق ذکرِ الٰہی سے معمور گھروں کو جو عزّت وعظمت حاصل ہوتی ہے خدا کرے کہ سب احمدی گھر اس کے اہل ثابت ہوں۔ اور خدا تعالےٰ اپنے فضل سے اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین برحمتك یا ارحم الرّاحمین۔

اظہارِ تشکّر و درخواستِ دُعا

عزیزم شیخ ظفر احمد صاحب ابن مکرم شیخ محمود احمد صاحب ظہیر آبادی حیدر آباد نے اپنی ملازمت کی پہلی تنخواہ مبلغ -/۳۶۰ روپے درویش فنڈ میں ادا کرکے ایک نیک مثال قائم کی ہے۔ ہمارے نوجوان بچّے جو نئی ملازمت اختیار کرتے ہیں یا کاروبار شروع کرتے ہیں وہ آغازِ کار میں اس پر عمل کرکے خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرسکتے ہیں۔

مکرم شیخ محمود احمد صاحب ظہیر آبادی نے بھی سنہ ۱۹۴۷ء میں اپنی ایک تنخواہ خدمتِ مرکز کے لئے ادا کردی تھی۔ اللّٰہ تعالےٰ قبول فرمادے۔ ان مخلصین کی روحانی وجسمانی ترقیات کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ اللّٰہ تعالےٰ ان سب کا ہر طرح حافظ وناصر رہے۔ آمین۔

خاکسار:- عبدالحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ
حیدر آباد

سینگوں اور گھاس سے تیار کردہ دِل آویز مصنوعات

۱۔ سینگ اور لکڑی سے تیار کردہ پرندوں اور جانوروں کی دِل آویز شکلیں۔
۲۔ گھاس سے تیار کردہ منارۃ المسیح۔ مسجد اقصیٰ۔ مختلف مناظر۔ دُنیا بھر کی مساجدِ احمدیہ اور مشن ہاؤسز کی تصاویر جو تبلیغی فوائد رکھتی ہیں۔
۳۔ عید مُبارک کے کارڈ اور دیگر تصاویر۔

خط وکتابت کا پتہ

THE KERALA HORNS EMPORIUM.
TC. 38/1582 MANACAUD
TRIVANDRUM (Kerala)
PIN. 695009.

PHONE:- 2551
P.B. NO. 128.
CABLE:- "CRESCENT"

ہر قسم اور ہر ماڈل کے

★ موٹر کارز
★ موٹر سائیکل
★ سکوٹرس

کی خرید وفروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے!

آٹو ونگس

AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY,
MADRAS - 600004.
PHONE NO. 76360.

وقفِ جدید کے اُنّیسویں نئے سال کا اعلان

اور

اس میں ایک نئے باب کا آغاز

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت و ذرّہ نوازی اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۲ر صلح ۱۳۵۵ ہش / ۲ر جنوری ۱۹۷۶ء میں "وقفِ جدید" کے نئے اُنّیسویں سال کا اعلان فرماتے ہوئے وقفِ جدید کے شعبۂ تبلیغ میں ایک نئے اور نہایت ہی اہم باب کا آغاز فرمایا ہے۔ جس سے انشاء اللہ العزیز مُعلّمین کی تکلیف دہ کمی دُور ہو جائے گی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جماعت کے ایسے احباب جو اپنا پُورا وقت سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف نہیں کر سکتے لیکن وہ خدمتِ سلسلہ کا شوق رکھتے ہیں وہ بھی اپنے آپ کو خدمتِ دین کے لئے پیش کریں۔ اُنہیں وقفِ جدید کے انتظام کے ماتحت تین ماہ یا کم از کم ایک ماہ کے لئے تبلیغ کے کام کی تربیت دی جائے گی۔ اس کے بعد وہ واپس جاکر اپنے ماحول میں آنریری طور پر بلا معاوضہ اصلاح و تربیت کا کام کریں گے۔ جس سے مُعلّمین کی کمی دُور ہو جائے گی۔ اور جملہ جماعتوں اور تمام علاقوں میں تربیت و اصلاح کا کام تسلّی بخش طور پر سرانجام پانا شروع ہو جائے گا۔

امراء و صدر صاحبان کی خدمت میں بذریعہ اعلانِ ہذا درخواست ہے کہ وہ فوری طور پر اپنی جماعتوں میں حضور کی اس نہایت ہی اہم تحریک کو مؤثر رنگ میں پیش فرما دیں۔ اور ایسے احباب کے اسماء جو اس کام کے اہل ہوں، حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بذریعہ دفتر وقفِ جدید بھجوا کر ممنون فرما دیں۔ اور اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلد از جلد اس بابرکت اور عظیم الشان تحریک میں شامل ہوں۔

چندہ وقفِ جدید کے بارہ میں بھی تاکیداً عرض ہے کہ وصول شدہ رقوم جلد مرکز میں بھجوائی جائیں۔ بقایا جات کی وصولی کے لئے کوشش فرمائی جاوے۔ نئے سال سے وعدہ جات نمایاں اضافہ کے ساتھ بھجوائے جاویں۔ معاونینِ خاص اور دفتر "اطفال" کی طرف خصوصی توجہ فرمائی جائے۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

شادی خانہ آبادی اور درخواستِ دُعا

سردار بلونت سنگھ صاحب بُٹّر سابق ڈپٹی ڈائریکٹر محکمۂ زراعت جو سرکاری سروس سے ریٹائر ہونے کے بعد لدھیانہ میں رہائش پذیر ہیں۔ مورخہ ۸ر فروری ۱۹۷۶ء کو ان کی دختر عزیزہ بلجیت کور کی شادی خانہ آبادی کی تقریب عمل میں آئی۔ عزیزہ کی شادی لدھیانہ نوابی ایک معزز خاندان کے چشم و چراغ کیپٹن سردار جتندر جیت سنگھ کے ساتھ ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے ہر لحاظ سے مفید اور بابرکت کر دے۔ اور خوشیوں سے مالا مال کرے۔ آمین۔ احبابِ جماعت سے بھی دعا کی درخواست ہے۔ محترم سردار صاحب موصوف کی خواہش پر دُعا کے لئے یہ اعلان بدرؔ میں شائع کیا جا رہا ہے۔

خاکسار: (محمود احمد عارفؔ نائب ناظر اُمورِ عامہ قادیان)

ایک شادی

اور

درخواستِ دُعا

عزیزم محترم امتیاز احمد صاحب فرزند محترم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی (ناظر امورِ عامّہ و خارجہ) مرحوم درویش یعنی نبیرہ حضرت مولانا غلام رسُول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ کی شادی گزشتہ عید کے روز ہوئی ہے۔ احباب اس کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا فرمائیں۔

خاکسار: ملک صلاح الدین
(مؤلف "اصحابِ احمدؑ") قادیان

درخواستِ دُعا

خاکسار کے ماموں مکرم عنبیر صاحب آف گمبی ایک لمبے عرصہ کی بیماری سے شفایاب ہونے کے بعد مبلغ پچاس روپے بطور صدقہ ادا کرتے ہوئے مزید دُعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صحتِ کاملہ عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

نیز خاکسار کے برادرِ نسبتی مکرم ناصر احمد صاحب ابن مکرم محمد عثمان صاحب آف سورب نے اپنی ملازمت کے مستقل ہو جانے پر شکرانہ فنڈ -/۳۰ روپے درویش فنڈ -/۱۰ روپے اعانتِ بدرؔ -/۱۰ روپیہ ادا کرتے ہوئے اپنی ملازمت میں مزید ترقی کے لئے دُعا کی درخواست کی ہے۔

خاکسار: محمد عبید اللہ قریشی۔ بنگلور۔

اخبار بدرؔ کی ملکیت و دیگر تفصیلات کا بیان

بموجب پریس رجسٹریشن ایکٹ فارم نمبر ۴ قاعدہ نمبر ۸

۱۔ مقامِ اشاعت ——— قادیان
۲۔ وقفۂ اشاعت ——— ہفتہ وار
۳، ۴۔ پرنٹر و پبلشر ——— (ملک) صلاح الدین
قومیت ——— ہندوستانی۔
پتہ ——— محلہ احمدیہ قادیان
۵۔ ایڈیٹر کا نام ——— محمد حفیظ بقاپوری۔
قومیت ——— ہندوستانی۔
پتہ ——— محلہ احمدیہ قادیان
۶۔ اخبار کے مالک فرد یا ادارہ کا نام ——— صدر انجمن احمدیہ قادیان

مَیں ملک صلاح الدین اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات جہاں تک میری اطلاعات اور علم کا تعلق ہے صحیح ہیں۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر اخبار بدرؔ قادیان
۲۵ر فروری ۱۹۷۶ء

دُعائے مغفرت

مکرم برادرم مظفر احمد صاحب فضل مبلغ ہُبلی کے والد محترم فضل الرحمٰن صاحب یادگیری مورخہ ۱۸/۲/۷۶ کو وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے قادیان میں مولوی فاضل کی تعلیم حاصل کی تھی۔ یادگیر جانے کے بعد گورنمنٹ سروس کرتے رہے۔ ریٹائر ہونے کے بعد یادگیر میں بچوں کو قرآن اور دینی تعلیم پڑھایا کرتے تھے۔ مرحوم بہت ہی سادہ مزاج تھے۔ اپنے پیچھے ایک بیوہ چھ لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑ گئے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ اور تمام پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے آمین۔

خاکسار: بشارت احمد حیدرؔ قادیان۔

درخواست ہائے دُعا

(۱)۔ عزیزم مکرم خواجہ بدر الدین صاحب ڈار آسنور کو روزگار ملنے اور ان کے والدین کی صحت و سلامتی و درازی عمر کے لئے تمام احبابِ جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: امیر احمد درویش قادیان

(۲) برادرم مکرم عبد الحمید صاحب جگّو آف ماریشس (جو کلکتہ میں زیرِ تعلیم ہیں) نے امسال ایم۔ اے کا امتحان دیا ہے ان کی نمایاں کامیابی کیلئے

محترم سیّد نورعالم صاحب قائم مقام امیر جماعت کلکتہ کے لڑکے دلیر افگن صاحب نے امسال بہار پبلک سروس کمیشن کا امتحان دیا ہے نمایاں کامیابی کیلئے

مکرم شمس الدین صاحب حیدر سخت بیمار ہیں ان کی کامل صحت کے لئے ——— مکرم میاں محمد حسین صاحب اکثر بیمار رہتے ہیں ان کی بھی صحتِ کاملہ کے لئے۔

نیز دیگر احبابِ جماعت کلکتہ اپنے نیک مقاصد میں کامیابی کے لئے۔ بعض بیمار ہیں ان کی کامل صحت کے لئے۔ اور بعض اپنی پریشانیوں کے ازالہ کے لئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خاکسار کو بھی احسن رنگ میں خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار: سلطان احمد ظفر مبلغ کلکتہ

(۳) برادرم مکرم زاہد احمد صاحب آف آرہ (بہار) امسال میٹرک کا امتحان دے رہے ہیں اور بہن عشرت رشید صاحبہ آرہ (بہار) نویں کلاس کے امتحان میں شریک ہو رہی ہیں ہر دو کی نمایاں کامیابی کے لئے تمام احبابِ جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار مسرور احمد حبیبہ قادیان

(۴) محترمہ افضل النساء صاحبہ اہلیہ برادرم مکرم محمد عظمت اللہ صاحب کرنول بیمار چلی آرہی ہیں خدا کے فضل سے نسبتاً آرام ہے کامل صحت کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ (خاکسار محمد کریم الدین شاہد قادیان)